قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

جمعرات 11 جون 2020ء | 19 شوال 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 140

ارشاد باری تعالیٰ

وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(الجمعۃ:4)

ترجمہ: اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

نیکی کی ترغیب دینے والے کو بھی نیکی کرنے والے جتنا ثواب ملتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔ ’’جس شخص نے میری سنتوں میں سے کسی ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مردہ ہو چکی تھی تو اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ملے گا، اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو گی، اور جس نے کوئی ایسی بدعت ایجاد کی جسے اللہ اور اس کے رسول پسند نہیں کرتے ہیں تو اسے اتنا گناہ ہو گا جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ہو گا، اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہو گی۔‘‘

(سنن ابن ماجہ۔کتاب المقدمۃ باب من احیا سنۃ قد امیتت حدیث: 209)

فرمان خلیفہ وقت

آپؑ کی بعثت کا مقصد بندوں کو اللہ کے قریب کرنا ہے

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو ہر احمدی کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے کیونکہ یہ ہماری اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہی ہر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہوتا ہے۔ یہی چیز ہے جو ہمیں دوسرے مسلمانوں سے بھی اور غیروں سے بھی ممتاز کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد کیا تھا جیسا کہ آپؑ نے کئی جگہ ذکر فرمایا ہے کہ وہ مقصد بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنا ہے۔ وہ راستے دکھانا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے راستے ہیں۔ بندے کے تقویٰ کے معیار کو ان بلندیوں پر لے جانا ہے جس سے وہ خداتعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو اور یہی باتیں ہیں جو ہمیں اس تاریک کنوئیں میں گرنے سے بچائے رکھیں گی جس سے ہم یا ہمارے باپ دادا نکلے تھے۔ جو باتیں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائیں وہ کوئی نئی باتیں نہیں ہیں۔ دراصل تو یہ باتیں اس تعلیم کی وضاحت ہیں جو خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں دی ہیں۔ یہ وہی باتیں ہیں جنہیں آنحضرت ﷺ نے اپنے اُسوہ سے ہمارے سامنے پیش فرمایا اور اس کے وہ اعلیٰ معیار قائم فرمائے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان ہے کہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:5) اور یقیناً تُو بہت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔ اور مومنوں کو یہ حکم ہے کہ جو اُسوہ اس رسول نے قائم فرمایا اور جو قائم کر دیا اس پر چلنا تمہارا فرض ہے۔

(خطبہ جمعہ 8مارچ 2008ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

ہماری جماعت کو چاہئے کہ کُل ناکردنی افعال سے دور رہا کریں

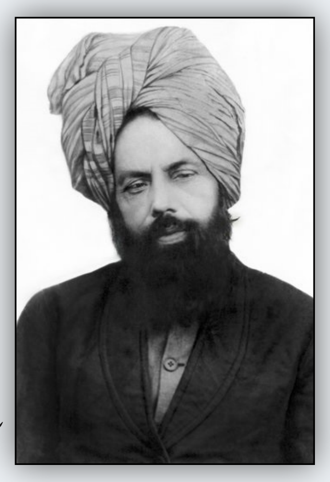

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آ جاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آ کر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمے سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے اور جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہو سکتا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ کل ناکردنی افعال سے دور رہا کریں۔ وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جاتی ہے۔ سو دیکھو اگر تم لوگ ہمارے اصل مقصد کو نہ سمجھو گے اور شرائط پر کار بند نہ ہو گے تو ان وعدوں کے وارث تم کیسے بن سکتے ہو جو خداتعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 104)

اس شمارہ میں

- تعارف سورۃ یونس
- حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا حقیقی مقصد
- قرآن سے محبت کے رنگ جدا جدا
- حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی روح پرور نصائح
- سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے چند پھول
- کچھ دن پہلے ان آنکھوں آگے،کیا کیا نہ نظارا گزرا تھا

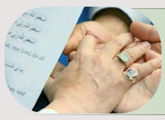

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعودؑ کی آنحضرتﷺ سے محبت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’تمام انبیاء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

’’اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربّیٔ اعظم ہے۔ یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فساد اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا۔ جس نے توحید گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پھر زمین پر قائم کیا۔ جس نے تمام مذاہب باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کر کے ہریک گمراہ کے شبہات مٹائے جس نے ہریک ملحد کے وساوس دور کئے اور سچا سامان نجات کا......اصول حقہ کی تعلیم سے ازسرنو عطا فرمایا۔ پس اس دلیل سے کہ اس کا فائدہ اور افاضہ سب سے زیادہ ہے اس کا درجہ اور رتبہ بھی سب سے زیادہ ہے۔ اب تواریخ بتلاتی ہے۔ کتاب آسمانی شاہد ہے اور جن کی آنکھیں ہیں وہ آپ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ نبی جو بموجب اس قاعدہ کے سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 97حاشیہ)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ کی عظمت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’حضرت موسیٰ بردباری اور حلم میں بنی اسرائیل کے تمام نبیوں سے سبقت لے گئے تھے۔ اور بنی اسرائیل میں نہ مسیح اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا نہیں ہوا جو حضرت موسیٰ کے مرتبۂ عالیہ تک پہنچ سکے۔ توریت سے ثابت ہے جو حضرت موسیٰ رفق اور حلم اور اخلاق فاضلہ میں سب اسرائیلی نبیوں سے بہتر اور فائق تر تھے۔ جیسا کہ گنتی باب دو از دہم آیت سوم توریت میں لکھا ہے کہ موسیٰ سارے لوگوں سے جو رُوئے زمین پر تھے زیادہ بردبار تھا۔ سو خدا نے توریت میں موسیٰ کی بردباری کی ایسی تعریف کی جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں میں سے کسی کی تعریف میں یہ کلمات بیان نہیں فرمائے۔ ہاں جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم: 5)۔ تو خلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عُرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاقِ فاضلہ و شمائل حسنہ نفسِ انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفسِ محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (النساء: 114)۔ یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب 45میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا۔‘‘

(براہین احمدیہ۔ ہر چہار حصص۔ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 605-606حاشیہ درحاشیہ)

پھر جو اعلیٰ درجہ کا نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا، اُس کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔...اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی..‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160)

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم فروری 2013ء)

نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن

عظیم و برتر ہے ذاتِ واحد بڑائی آتی ہے آسماں سے
ہر ایک طاقت جو ہے زمینی فلاح پائے گی وہ کہاں سے؟

یہ آزمائش یہ جاں کا خطرہ پہاڑ جس نے ہلا دیئے ہیں
نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن امان رخصت ہوئی جہاں سے

جو سر جھکانا بھی سیکھ لیتے تو کبر اتنا تبہ نہ کرتا
ٹھہر بھی جائے بہار آ کر تو پھر بھی بدلے گی وہ خزاں سے

خدا کے غیظ و غضب سے بچنے کا ایک نسخہ ہے دل کا تقویٰ
جبیں نہ رکھے جو اس کے در پر امان پائے گا پھر کہاں سے

کوئی بھی مذہب کوئی بھی مسلک نہیں سکھاتا ہے ظلم ہرگز
ہمیں ہے لازم کہ دُکھ نہ دیں ہم کسی کو ہاتھوں سے اور زباں سے

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

آج کی دعا

راستباز کی دعا سے وبا دُور ہو سکتی ہے

بالخصوص میں اپنی جماعت کو نصیحتاً کہتا ہوں کہ یہی وقت توبہ اور استغفار کا ہے۔ جب بلا نازل ہو گئی تو پھر توبہ سے بھی فائدہ کم پہنچتا ہے۔ اب اس سخت سیلاب پر سچی توبہ سے بند لگاؤ۔ باہمی ہمدردی اختیار کرو۔ ایک دوسرے کو تکبّر اور کینہ سے نہ دیکھو۔ خدا کے حقوق ادا کرو اور مخلوق کے بھی تا تم دوسروں کے بھی شفیع ہو جاؤ۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں جس میں مثلاً دس لاکھ کی آبادی ہو ایک بھی کامل راستباز ہو گا تب بھی یہ بلا اس سے دفع کی جائے گی۔ پس اگر تم دیکھو کہ یہ بلا ایک شہر کو کھاتی جاتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس شہر میں ایک بھی کامل راستباز نہیں۔ معمولی درجہ کی طاعون یا کسی اور وباء کا آنا ایک معمولی بات ہے۔ لیکن جب یہ بلا ایک کھاجانے والی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا منہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راست بازوں کے وجود سے خالی ہے۔ تب اس شہر سے جلد نکلو یا کامل توبہ اختیار کرو۔ ایسے شہر سے نکلنا طبّی قواعد کے رو سے مفید ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 183،اشتہار نمبر 243)

وقار احمد بھٹی

تعارف سورۃ یونس (دسویں سورۃ)
(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 110 آیات ہیں)
ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن ملک غلام فرید صاحب

وقت اور مقام نزول

یہ سورۃ مکہ میں، مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی یعنی آنحضرت ﷺ کے یہاں قیام کے آخری چار سے پانچ سالوں میں۔ بعض مفسرین نے اس سورۃ کی بعض آیات کو مدنی قرار دیا ہے مگر ان کی رائے تاریخی شواہد کی روشنی میں نہیں ہے۔ انہوں نے یہ تجزیہ محض آیات کے مضامین سے نکالا ہے۔ اس سورۃ کا نام اس کی آیت نمبر 99 سے اخذ کیا گیا ہے۔

مضامین کا خلاصہ

قرآن کریم کے متن پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف اس کی آیات کا باہمی ربط ہے بلکہ ہر سورۃ کا اپنی سابقہ اور بعد میں آنے والی سورۃ سے بھی نہایت مربوط تعلق پایا جاتا ہے۔مزید براں قرآنی سورتوں کے بعض گروپس کے بعض دوسرے گروپس سے بھی گہرے تعلق ہیں۔ یوں پورے قرآن میں ایک شاندار ربط پایا جاتا ہے۔ اس کی مختلف سورتیں کئی طرح سے ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور ان کی ترتیب اور تنظیم (منظم ہونے) کو دیکھا جائے تو اس بات میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ قرآن زبان دانی کے حوالہ سے ایک عظیم معجزہ ہے۔

سورۃ یونس اپنی سابقہ سورۃ سے تین طرح سے مربوط ہے۔ پہلے تو یہ اپنی سابقہ سورۃ کا ہی تسلسل ہے۔ جس کے آخر پر دو مضامین پر روشنی ڈالی گئی ہے (الف) قرآن کریم کا نزول اور اس کا انکار(9:127)، (ب) خدا کے رسول کا مبعوث ہونا اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے فوائد (9:128)۔یہی مضمون اس سورۃ میں تسلسل سے بیان ہوا ہے۔ یہ کتاب (قرآن کریم) کی اہمیت بیان کرتی ہے (2:10) اور رسول (آنحضرت ﷺ) کا ذکر کرتی ہے(3:10)

دوسرے یہ سورۃ اپنی سابقہ سورۃ کے مضمون کو مکمل کرتی ہے۔ اس سورۃ میں (جو الگ سے ایک سورۃ نہ ہے بلکہ سابقہ سورۃ کا ہی حصہ ہے) اس حقیقت سے پردہ اٹھایا گیا تھا کہ اسلام کی فتح اور غلبہ کا وقت آن پہنچا ہے اور اسلام کی شان و شوکت کے بارے میں خدائی وعدے پورے ہو کررہیں گے۔ اس لئے مومنوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ اپنے دلوں کو پاک کریں تاکہ ان کی توبہ قبول ہو۔ جیساکہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خدشہ پیدا ہوگا کہ کہیں ان کے گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ان کی توبہ قبول نہ ہو، اسی سورۃ میں اس خدشہ کو دور کیاگیا ہے اور اس امر پر زور دیاگیاہے کہ خدا کا رحم ہر چیز پر محیط ہے اور سب چیزوں کا احاطہ کئے ہوا ہے اگرچہ اس کے حصول کے لئے سچی توبہ کی ضرورت ہے۔ تیسرے قرآن کریم کی ابتدائی سورتیں یعنی دوسری سے لے کر نویں تک (جو اصل میں سات ہیں کیونکہ نویں سورۃ کوئی الگ سورۃ نہ ہےبلکہ آٹھویں سورۃ کا ہی حصہ ہے اور اس کو الگ سے شمار اس کی اہمیت کی وجہ سے کیا گیا ہے) ایک ہی مضمون کو بیان کرتی ہیں جبکہ اس سورۃ سے سورتوں کا ایک نیا گروپ شروع ہوتا ہے جو اٹھارویں سورۃ تک چلتا ہے۔

یہ دوسرا گروپ ایک منفرد اور الگ مضمون کو بیان کرتا ہے گو اس کے مضامین پہلے گروپ کے مضامین سے بھی جڑے ہوئے ہیں۔ پہلے گروپ میں اسلام کی حقانیت کے دلائل آنحضرت ﷺ اور آپ کے کام سے دئے گئے ہیں اور اسلام کو قبول کرنے کی اپیل، اس کے اصولوں کی برتری کی بناء پر، اس کی تعلیمات کی فضیلت کی بنیاد پر اور روحانی علم کی وسعت کی بنا پر جو یہ حق کے طالبوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور غیر معمولی مؤثرہونے کے باعث کی گئی ہے۔

دوسرے گروپ میں جو دسویں سے اٹھارویں سورۃ پر مشتمل ہے، نبوت کی ضرورت، مذہب کی اہمیت، آنحضرت ﷺ کی بعثت کے مقصد پر زور دیا گیا ہے اور خاص طور پر نبوت کے معیار اور خصوصیات کو پرکھا گیاہے، سابقہ انبیاء کے دعاوی اور تاریخ کے حوالہ سے استدلال کرکے انسانی عقل کے مطابق پرکھا گیاہے۔

یوں دونوں گروپس کے مضامین باہم ملتے جلتے اور آپس میں مربوط ہیں، صرف ایک فرق ہے کہ پہلے گروپ میں پیشگوئیوں کا بیان ہے جو آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت کی گئی تھیں یا گزشتہ انبیاء کے ذریعہ کی گئی تھیں اور اپنے وقت پر پوری ہوئیں، یوں آنحضرت ﷺ کی سچائی کے لئے ایک گواہ کے طور پر موجود ہیں جبکہ دوسرے گروپ میں اسلام کی سچائی کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں اس کے اپنے معیاروں پر اور نبوت کے اصولوں پر اسے پرکھا گیاہے۔

اطلاعات اعلانات

اعلان نکاح

مکرم محمد سعید۔امریکہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے محمد دانیال کی تقریب نکاح ہمراہ عزیزہ ہانیہ کاہلوں بنت مکرم محمود احمد کاہلوں آف (Huston(Taxas مورخہ 30 مئی 2020 ء کو Huston میں منعقد ہوئی۔نکاح کا اعلان مکرم رضوان احمد خان مربی سلسلہ نے کیا اور بعد میں دعا کروائی ۔

کرونا وائرس کی وجہ سے چونکہ بیت الذکر میں تمام اجتماعات پر پا بندی ہے اس لئے نکاح کی تقریب عزیزہ ہانیہ کے چچا مکرم مبارک احمد کاہلوں کے گھر پر ہی منعقد ہوئی ۔

عزیزم محمد دانیال مکرم مولانا محمد صدیق گورداسپوری (مرحوم) مبلغ سلسلہ کا پوتا اور مکرم چوہدری غلام احمد(مرحوم) کا نواسہ ہے ۔مکرم محمود احمد شاد مربی سلسلہ شہید ماڈل ٹاؤن لاہور عزیزم محمد دانیا ل کے ماموں تھے ۔محمد دانیال نے حال ہی میں اپنی میڈیکل کی تعلیم مکمل کی ہے اور جولائی 2020ءسے انشاء اللہ Residency کا آغاز کر ے گا۔اس کی کامیابی کیلئے درخواست دعا ہے ۔

عزیزہ ہانیہ کاہلوں کے پڑ دادا مکرم چوہدری محمد اشرف نے حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ عزیزہ کی والدہ کے دادا مکرم عبدالقیوم خان حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے صحابی تھے ۔عزیزہ ہانیہ نے بھی 2020ء میں اپنی میڈیکل کی تعلیم مکمل کی ہے اور جولائی سے ان شاء اللہ Residency شروع ہو گی ۔عزیزہ کی کامیابی اور اس رشتہ کے دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت ہونے کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے ۔

قرآن کریم کی تعلیمات کو ترک کرنے کی وجہ سے تباہی

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

”یہ تباہی جو عملی اور اعتقادی لحاظ سے مسلمانوں پر آئی اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا اور اس پر عمل کرنا ترک کردیا۔ اگر وہ قرآن کریم پر عمل کرتے تو جس طرح صحابہؓ ساری دنیا پر غالب آگئے تھے اسی طرح وہ بھی غالب آجاتے اور کفر اور شیطنیت کا نشان تک دنیا سے مٹ جاتا۔ میں نے اپنی جماعت کے دوستوں کو بھی بارہا توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں قرآن کریم کے درس کا باقاعدہ انتظام کریں۔لیکن مجھے افسوس ہے کہ ابھی تک جماعتوں نے اس طرف پوری توجہ نہیں کی حالانکہ قرآن کریم اپنے اندر اتنی برکات رکھتا ہے کہ قیامت کے دن رسول کریم ﷺ خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوکر کہیں گے کہ اے میرے خدا! مجھے اپنی قوم کے افراد پر انتہائی افسوس ہے کہ میں نے تیرا محبت بھرا پیغام ان تک پہنچایا مگر بجائے اس کے کہ وہ تیرے پیغام کو سُن کر شادی مرگ ہوجاتے، بجائے اس کے کہ وہ اسے سن کر ممنون ہوتے، بجائے اس کے کہ اسے سن کر ان کے جسم کا ہر ذرّہ اور ان کے دل کی ہر تار کانپنے لگ جاتی، بجائے اس کے کہ وہ اس مژدۂ جانفزا کو سن کر عقیدت اور اخلاص سے اپنے سر جھکادیتے اِتَّخَذُوۡا ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَہۡجُوۡرًا انہوں نے تیرے پیغام کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا اور کہا کہ جاؤ ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ بیشک اندھی دنیا خدا تعالیٰ کے پیغام کے ساتھ یہی سلوک کرتی چلی آئی ہے مگر وہ دنیا جو یہ جانتی نہیں کہ خدا تعالیٰ کیا ہے اور اس کا رسول کتنی بڑی شان رکھتا ہے وہ جو کچھ کرتی ہے اسے کرنے دو۔ میں اس مومن سے پوچھتا ہوں جو کہتا ہے کہ خدا ہے، جو جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی کیا عظمت ہے، جو سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا بندے کو مخاطب کرنا خواہ وہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ ایک عظیم الشان انعام ہے کہ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام کو سُنتا اور پھر اس کا جواب نہیں دیتا اور اس پر عمل کرنے لئے اس کے دل میں کوئی ولولہ پیدا نہیں ہوتا۔ حالانکہ بسم اللہ کی ب سے لے کر والنّاس کے س تک قرآن کریم کا ایک ایک کلمہ، اس کا ایک ایک لفظ اور اس کا ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے بندے کے لئے سلام کا پیغام لے کر آیا ہے اور اپنے اندر اتنی طاقت رکھتا ہے کہ اگر اب بھی مسلمان خدا تعالیٰ کے پیغام کے جواب کے لئے تیار ہوجائیں اور اس کی اطاعت کے لئے اپنے دلوں کے دروازے کھول دیں تو یقیناً اُن کی دنیا بدل سکتی ہے۔“ (تفسیر کبیر جلد 6صفحہ 484۔485)

بقیہ از صفحہ 10۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

کے باوجود پروگراموں میں دوسروں سے امامت کر واتے۔ ایک دفعہ ساہیوال میں ایک تقریب میں صدر مجلس انصاراللہ ہونے کی حیثیت سے شامل ہوئے ۔رات کو سونے کے وقت سب لوگوں کے ساتھ ایک ہی جگہ پر سو گئے اور کسی امتیازی جگہ پر سونا پسند نہ کیا۔“

صبر و تحمل

ایک دفعہ آپ نے واقعہ سنایا کہ زمانہ طالب علمی کے دوران میں ریل میں لاہور سے قادیان جا رہے تھے اور ایک سخت مخالف ساتھ بیٹھ گیا۔وہ لاہور سے امرتسر تک وہ سخت بدزبانی کرتا رہا۔میں اس کو مسکرامسکرا کر جواب دیتا رہا۔جب وہ امرتسر اترنے لگا تواس خوش خلقی کا اس پر یہ اثر ہواکہ مجھے کہنے لگا اگر آپ جیسے مبلغ دو سو آپ کو مل جائیں توآپ لوگ ہم کو جیت لیں گے کیونکہ میں نے آپ کو غصّہ دلانے کی کوشش کی مگر آپ تھے کہ ہنستے چلے جا رہے تھے۔

مےِ خانہ ہستی کا حسین پیرِ مغاں تھا
وہ شخص کہ اِدراک کا زندہ جہاں تھا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے آقا کے ان حسین اخلاق کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) (ماخوذ از حیات ناصر)

رحمت اللہ بندیشہ۔ جرمنی

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا حقیقی مقصد ’’شریعت اسلامیہ کا عملاً احیاء‘‘

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔
(الانعام:163)

ترجمہ:۔ اُن کو کہہ دے میری نمازاَور میری پرستش میں جِدّوجُہد اَور میری قربانیاں اور میرازندہ رہنااَور میرامرنا سب خدا کے لئے اَوراُس کی راہ میں ہے۔ وہی ہے جوتمام عالموں کارَبّ ہے۔

(ترجمہ از آئینہ کمالاتِ اِسلام،روحانی خزائن جلد 5صفحہ 162)

اِس آیتِ کریمہ میں ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کاوہ بلندترین مقام فنافی اللہ بیان کیاگیا ہے جوعدیم المثال ہے۔ آنحضورﷺ کی مقدّس زندگی کاایسا دِلرُبانقشہ بیان کیاگیا ہے جوہرجہت سے لاثانی اَوربے نظیرہے۔

اِس دورِآخرین میں اللہ تعالیٰ نے رسولِ پاکﷺ کے روحانی فرزندِجلیل اَورآپؐ کے عاشقِ صادق کویہ سعادت اَورتوفیق عطافرمائی کہ وہ کلیتًا اپنے آقا ﷺ کے رنگ میں رنگین ہوگیااَور کچھ ایسا فنا ہوا کہ اُس ماہتابِ ہدایت نے اَپنے وجود میں آفتابِ ہدایت کا ایک کامل اَور حسین عکس پیدا کرلیا۔ غلامِ صادق کاوجودآقائے نامدارﷺ کا ظلِّ کامل بن گیا۔ اُس کی زندگی آقائے دوجہاںﷺ کی غلامی میں قدم بقدم چلتی ہوئی اِس آیتِ کریمہ کی ایک جیتی جاگتی تصویربن گئی۔ اُسی تصویر کی جھلکوں میں سے مختصراً ایک جھلک تحریر کرنا میرا مقصود ہے۔یعنی اگر میں اپنے عنوان کو بیان کرنا چاہوں تویہ بنتاہے۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت کا مقصد حقیقی شریعت اسلامیہ کا احیاء‘‘

ایک دَرد مند دِل کی کیفیت:۔

19ویں صدی کے آخرمیں ساراملکِ ہندوستان عیسائیت کی یلغارکی زَد میں تھا۔ ہر طرف عیسائیت کی تبلیغی سرگرمیوں کا زورتھا۔مسلمان بالکل بے دَست وپاتھے جبکہ عیسائیوں کی یلغار، حکومت کی پُشت پناہی اَورمال و دَولت کے بَل بوتے پراُن کو خَس وخاشاک کی طرح بہائے لئے جارہی تھی ۔اِس کیفیت کودیکھ کرحضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دِل میں جودَرد اُٹھااَور جس طرح خدمتِ اِسلام کابے پناہ جذبہ اُبھرااُس کی کیفیت کااَندازہ آپؑ کی اِس دَرد بھری تحریرسے کیاجاسکتا ہے۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یکم دسمبر 1888ء کو درج ذیل اشتہار شائع کیا‘‘میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غم خوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خداتعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان طیار ہوں گے یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے۔ اذا عزمت فتوکل علی اللّٰہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ الذین یبایعونك انما یبایعون اللّٰہ یداللّٰہ فوق ایدھم۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔

(مجموعہ اشتہارات،بحوالہ سبز اشتہار روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 470)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

مضمون تبلیغ جو اس عاجز نے اشتہار یکم دسمبر1888ء میں شائع کیا ہے جس میں بیعت کے لئے حق کے طالبوں کو بلایا ہے۔اس کی مجمل شرائط کی تشریح یہ ہے۔

اوّل: بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم: یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہو گا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم: یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدااور رسول کے ادا کرتا رہے گا- اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ و علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم : یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم : یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفا داری کرے گااور بہر حالت راضی بقضا ہو گا اور ہر ایک ذلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم: یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہواوہوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرلے گااور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم : یہ کہ تکبر اور نخوت کوبکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم: یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہریک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم : یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم : یہ کہ اس عاجز سے عقداخوت محض للہ باقرارطاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

یہ وہ شرائط ہیں جو بیعت کرنے والوں کے لئے ضروری ہیں۔ جن کی تفصیل یکم دسمبر1888ء کے اشتہار میں نہیں لکھی گئی۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 189، 190 ۔ایڈیشن اوّل)

اِسلام کی اِس حالتِ زارپرحضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے سینہ میں جوتلاطم برپا تھااُس کاکچھ اَندازہ آپؑ کے اَشعار سے بھی ہوتا ہے ۔ فرماتے ہیں۔ ؎

میرے آنسو اس غمِ دل سوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویراں ہے اور دنیا کے ہیں عالی منار
دِن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کاہم پررات ہے
اَے میرے سورج نکل باہرکہ میں ہوں بیقرار
دِل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل دیکھ کر
اَے میری جاں کی پناہ فوجِ ملائک کو اُتار

بعثت کی دو اغراض یعنی اندرونی و بیرونی فتنوں سے اسلام کی حفاظت

’’یاد رکھو کہ میرے آنے کی دو غرضیں ہیں۔ ایک یہ کہ جو غلبہ اِس وقت اسلام پر دوسرے مذاہب کا ہوا ہے گویا وہ اسلام کو کھاتے جاتے ہیں اور اسلام نہایت کمزور اور یتیم بچے کی طرح ہوگیا ہے۔ پس اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تا میں ادیانِ باطلہ کے حملوں سے اسلام کو بچاؤں اور اسلام کے پُر زور دلائل اور صداقتوں کے ثبوت پیش کروں۔ اور وہ ثبوت علاوہ علمی دلائل کے انوار اور برکاتِ سماوی ہیں جو ہمیشہ سے اسلام کی تائید میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اس وقت اگر تم پادریوں کی رپورٹیں پڑھو تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اسلام کی مخالفت کیلئے کیا سامان کررہے ہیں۔ اور ان کا ایک ایک پرچہ کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا کہ اسلام کا بول بالا کیا جاتا۔ پس اِس غرض کیلئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔اور میں یقینًا کہتا ہوں کہ اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ ہاں یہ سچی بات ہے کہ اس غلبہ کیلئے کسی تلوار اور بندوق کی حاجت نہیں اور نہ خدا نے ہتھیاروں کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو شخص اِس وقت یہ خیال کرے وہ اسلام کا نادان دوست ہوگا۔ مذہب کی غرض دلوں کو فتح کرنا ہوتی ہے اور یہ غرض تلوار سے حاصل نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تلوار اُٹھائی میں بہت مرتبہ ظاہر کر چکا ہوں کہ وہ تلوار محض حفاظت خود اختیاری اور دفاع کے طور پر تھی اور وہ بھی اس وقت جبکہ مخالفین اور منکرین کے مظالم حد سے گزر گئے اور بیکس مسلمانوں کے خون سے زمین سُرخ ہو چکی۔

غرض میرے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہو

دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں اور یہ کرتے ہیں اور وہ کرتے ہیں یہ صرف زبانوں پر حساب ہے۔ اس کیلئے ضرورت ہے کہ وہ کیفیت انسان کے اندر پیدا ہو جاوے جو اسلام کا مغز اور اصل ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سارنگ پیدا نہ ہو وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔ اب جو کچھ ہے وہ دنیا ہی کیلئے ہے۔ اور اس قدر استغراق دنیا میں ہورہا ہے کہ خداتعالیٰ کیلئے کوئی خانہ خالی نہیں رہنے دیا۔ تجارت ہے تو دنیا کیلئے۔ عمارت ہے تو دنیا کیلئے۔ بلکہ نماز روزہ اگر ہے تو وہ بھی دنیا کیلئے۔ دنیاداروں کے قرب کیلئے تو سب کچھ کیا جاتا ہے مگر دین کا پاس ذرہ بھی نہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیا اسلام کے اعتراف اور قبولیت کا اتنا ہی منشاء تھا جو سمجھ لیا گیا ہے یا وہ بلند غرض ہے میں تو یہ جانتا ہوں کہ مومن پاک کیا جاتا ہے اور اس میں فرشتوں کا رنگ ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا جاتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا کلام سنتا اور اُس سے تسلّی پاتا ہے۔

اب تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے دل میں سوچ لے کہ کیا یہ مقام اُسے حاصل ہے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ تم صرف پوست اور چھلکے پر قانع ہوگئے ہو حالانکہ یہ کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ مغز چاہتا ہے۔ پس جیسے میرا یہ کام ہے کہ اُن حملوں کو روکا جاوے جو بیرونی طور پر اسلام پر ہوتے ہیں ویسے ہی مسلمانوں میں اسلام کی حقیقت اور رُوح پیدا کی جاوے۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو خدا تعالیٰ

کی بجائے دنیا کے بُت کو عظمت دی گئی ہے اُس کی اَمَانِی اور امیدوں کو رکھا گیا ہے۔ مقدمات۔ صلح جو کچھ ہے وہ دنیا کیلئے ہے۔ اس بُت کو پاش پاش کیا جاوے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اُن کے دلوں میں قائم ہو اور ایمان کا شجر تازہ بتازہ پھل دے۔

(لیکچر لدھیانہ،روحانی خزائن جلد 20صفحہ نمبر 293تا 295)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے دِل میں جس قدرخدمتِ اِسلام کی تڑپ تھی اَورجس طرح یہ لگن آپ کولگی ہوئی تھی اُس کی حدّوبست کااَندازہ کرنا اِنسانی عقل وفہم کے بَس میں نہیں ۔خود حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بھی اَپنی طبیعت میں فطرتی عاجزی اَوراِنکساری کے بے پناہ جذبات واِحساسات کے اِظہارمیں حددرجہ اِخفاء اَوراِحتیاط سے کام لیتے تھے۔لیکن یہ جذبہ خدمتِ اِسلام توآپؑ کے رَگ وریشہ میں اِس گہرائی تک سرایت کرچکا تھاکہ وہ آپ کے حرف حرف اَورزندگی کی ہراَدا سے چھلک چھلک پڑتاتھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ

”میں اُس مولیٰ کریم کااِس وجہ سے بھی شکرکرتا ہوں کہ اُس نے اِیمانی جوش اِسلام کی اِشاعت میں مجھ کواِس قدر بخشا ہے کہ اَگراِس راہ میں مجھے اَپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تومیرے پریہ کام بفضلہ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں......اُسی کے فضل سے مجھ کویہ عاشقانہ رُوح ملی ہے کہ دُکھ اُٹھا کربھی اُس کے دین کے لئے خدمت بجالاؤں اَوراِسلامی مہمات کوبشوق وصدق تمام تَراَنجام دُوں۔اِس کام پراُس نےآپ مجھے مامورکیا ہے اَب کسی کے کہنے سے میں رُک نہیں سکتا......اَورچاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اِسی خدمت میں صرف ہواَوردَرحقیقت خوش اَورمبارک زندگی وہی زندگی ہے جو اِلٰہی دین کی خدمت اَوراِشاعت میں بسرہو۔“ (آئینہ کمالاتِ اِسلام۔روحانی خزائن جلد5صفحہ 35۔36)

مسیح اور مہدی کی حیثیت

”عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے............

اور محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں کیونکہ ہمارے سیّدو مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے رُوح القدس سے مدد دی گئی ہے۔

(گورنمنٹ انگریزی اورجہاد۔ روحانی خزائن جلد 17صفحہ نمبر 28۔29)

”مسیح موعود کے وجود کی علّتِ غائی احادیث نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دُور کرے گا اور ان کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھلا دے گا۔ چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خداتعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا۔“(کتاب البریہ حاشیہ، بحوالہ روحانی خزائن جلد 13۔ صفحہ نمبر 262)

”اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اسی کے موافق جو ابھی میں نے ذکر کیا ہے خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریّت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔سو اے حق کے طالبو! سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کے لئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی کیا ابھی تک تم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ گذشتہ صدی میں جو تیرھویں صدی تھی کیا کیا صدمات اسلام پر پہنچ گئے اور ضلالت کے پھیلنے سے کیا کیا ناقابل برداشت زخم ہمیں اٹھانے پڑے۔ کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کن کن آفات نے اسلام کو گھیرا ہوا ہے۔ کیا اس وقت تم کو یہ خبر نہیں ملی کہ کس قدر لوگ اسلام سے نکل گئے کس قدر عیسائیوں میں جا ملے کس قدر دہریہ اور طبعیہ ہوگئے اور کس قدر شرک اور بدعت نے توحید اور سنت کی جگہ لے لی اور کس قدر اسلام کے ردّ کے لئے کتابیں لکھی گئیں اور دنیا میں شائع کی گئیں سو تم اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا اگر ضرور تھا تو تم دانستہ الٰہی نعمت کو ردّ مت کرو اور اس شخص سے منحرف مت ہوجاؤ جس کا آنا اس صدی پر اس صدی کے مناسب حال ضروری تھا اور جس کی ابتدا سے نبی کریم نے خبر دی تھی اور اہل اللہ نے اپنے الہامات اور مکاشفات سے اس کی نسبت لکھا تھا ذرہ نظر اٹھا کر دیکھو کہ اسلام کو کس درجہ پر بلاؤں نے مجبور کر لیا ہے اور کیسے چاروں طرف سے اسلام پر مخالفوں کے تیرچھوٹ رہے ہیں اور کیسے کروڑہا نفسوں پر اس زہر نے اثر کردیا ہے یہ علمی طوفان یہ عقلی طوفان یہ فلسفی طوفان یہ مکر اور منصوبوں کا طوفان یہ فسق اور فجور کا طوفان یہ لالچ اور طمع دینے کا طوفان یہ اباحت اور دہریت کا طوفان یہ شرک اور بدعت کا طوفان جو ہے ان سب طوفانوں کو ذرہ آنکھیں کھول کر دیکھو اور اگر طاقت ہے تو ان مجموعہ طوفانات کی کوئی پہلے زمانہ میں نظیر بیان کرو اور ایماناً کہو کہ حضرت آدم سے لے کر تا ایندم اس کی کوئی نظیر بھی ہے اور اگر نظیرنہیں تو خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور حدیثوں کے وہ معنے کرو جو ہوسکتے ہیں واقعات موجودہ کو نظر انداز مت کرو تاتم پر کھل جائے کہ یہ تمام ضلالت وہی سخت دجّالیت ہے جس سے ہریک نبی ڈراتا آیا ہے جس کی بنیاد اس دنیا میں عیسائی مذہب اور عیسائی قوم نے ڈالی جس کے لئے ضرور تھا کہ مجدّد وقت مسیح کے نام پر آوے کیونکہ بنیاد فساد مسیح کی ہی امت ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام،روحانی خزائن جلد5صفحہ 251 تا 254)

”یہ عاجز تو محض اِس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا وے کہ دنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے۔ اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ ہے۔“

(حجۃ الاسلام،روحانی خزائن جلد6صفحہ نمبر 52۔53)

”میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تاایمانوں کو قوی کروں اور خداتعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اُس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہر گز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اِسی حالت میں یہود کو پایا تھا اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کازمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّتِ غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین کے نزدیک ہو گا بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔ سو میں ان ہی باتوں کا مجدّد ہوں۔ اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اور منجملہ ان امور کے جو میرے مامور ہونے کی علّتِ غائی ہیں مسلمانوں کے ایمان کو قوی کرنا ہے اور ان کو خدا اور اس کی کتاب اور اس کے رسول کی نسبت ایک تازہ یقین بخشنا۔ اور یہ طریق ایمان کی تقویت کا دو طور سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آیا ہے۔ اوّل قرآن شریف کی تعلیم کی خوبیان کرنی اور اس کے اعجازی حقائق اور معارف اور انوار اور برکات کو ظاہر کرنے سے جن سے قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ میری کتابوں کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں کہ وہ کتابیں قرآن شریف کے عجائب اسرار اور نکات سے پُر ہیں اور ہمیشہ یہ سلسلہ جاری ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جس قدر مسلمانوں کاعلم قرآن شریف کی نسبت ترقی کرے گا اسی قدر ان کا ایمان بھی ترقی پذیر ہوگا۔ اور دوسرا طریق جو مسلمانوں کا ایمان قوی کرنے کے لئے مجھے عطا کیا گیا ہے تائیدات سماوی اور دعاؤں کا قبول ہونا اور نشانوں کا ظاہر ہونا ہے۔ چنانچہ اب تک جو نشان ظاہر ہوچکے ہیں وہ اس کثرت سے ہیں جن کے قبول کرنے سے کسی منصف کو گریز کی جگہ نہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا جو نادان عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور پیشگوئیوں سے انکار کرتے تھے اور آج وہ زمانہ ہے جو تمام پادری ہمارے سامنے کھڑے نہیں ہوسکتے۔ آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں پیشگوئیاں ظہور میں آرہی ہیں اور خوارق لوگوں کوحیرت میں ڈال رہے ہیں۔ پس کیا ہی وہ انسان نیک قسمت ہے کہ اب ان انوار اور برکات سے فائدہ اٹھائے اور ٹھوکر نہ کھائے۔“(کتاب البریہ حاشیہ،روحانی خزائن جلد 13صفحہ نمبر 291تا 298)

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء۔ اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیاسو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے۔“

(رسالہ الوصیت،روحانی خزائن جلد20صفحہ نمبر 306۔307)

خدمتِ اسلام کے لئے زندگی وقف کرنا

اس بابت جس قدر جوش آپؑ میں پایاجاتا تھا۔ ذرا اِس کااَندازہ لگائیے۔فرمایا۔

”اِس وقف کے لئے اَللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اَگرمجھے کہہ دیا جاوے کہ اِس وقف میں کوئی ثواب اَورفائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اَور دُکھ ہوگا تب بھی میں اِسلا م کی خدمت سے رُک نہیں سکتا۔“ (ملفوظات جلد2صفحہ100)

پھراِسی تسلسل میں اَپنے جذبات کااِظہار اِس طرح فرماتے ہیں۔ فرمایا۔

”میں خود اِس راہ کاپوراتجربہ کار ہوں اَورمحض اَللہ تعالیٰ کے فضل اَورفیض سے میں نے اِس راحت اَورلذّت سے حظّ اُٹھایا ہے۔یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اَللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے کے لئے اَگرمر کرپھرزندہ ہوں اَورپھرمروں اَورزندہ ہوںتو ہربار میراشوق ایک لذّت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔“ (ملفوظات جلد2صفحہ99،100)

جذبۂ خدمتِ اِسلام کے بارہ میں گواہیاں

حضرت مسیح پاک علیہ السّلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت مولانا عبدالکریمؓ سیالکوٹی رَوایت بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پرآپؑ نے فرمایاکہ

”میراتوخیال ہے کہ پاخانہ پیشاب پر بھی مجھے اَفسوس آتا ہے کہ اِتنا وقت ضائع ہوجاتا ہے۔ یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے...کوئی مشغولی اَورتصرّف جودینی کاموں میں حارج ہواَوروقت کاکوئی حصہ لے، مجھے سخت ناگوار گزرتا ہے... جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تومیں اَپنے اُوپرکھاناپینا اَورسونا حرام کرلیتا ہوں، جب تک کہ وہ کام نہ ہوجائے...ہم دین کے لئے ہیں اَوردین کی خاطرزندگی بسرکرتے ہیں ۔ بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہئے۔“

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السّلام از مولانا عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی صفحہ28)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ایک اَور بزرگ صحابی حضرت یعقوب علی عرفانیؓ اپنا لمبا اور قریبی مشاہدہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ فرمایا۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی فطرت میں تبلیغِ اِسلام کا جوش اِس قدر تھا کہ بعض اَوقات مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ اِس جوش سے میرا دِماغ پھٹ جائے۔‘‘

(حیاتِ احمداز یعقوب علی عرفانیؓ جلداوّل حصہ دوم صفحہ 150)

حضرت منشی ظفراحمدؓ کپورتھلوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح پاک علیہ السّلام نے ایک موقع پر فرمایا۔

’’میرے دِماغ میں اِسلام کی حالت اَورعیسائیوں کے حملوں کو دیکھ دیکھ کراِس قدرجوش اُٹھتاہے کہ بعض وقت مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ دِماغ پھٹ جائے۔‘‘ (الحکم7تا14 فروری1923ء صفحہ8)

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک بہت بڑی دِلی تمنّا

حضور علیہ السلام کی ایک بہت بڑی دلی تمنا یہ تھی کہ ساری دُنیا میں اِسلام کا بول بالا اَورغلبہ ہو۔یہ سوچ اَور فکرآپؑ کوہمیشہ دامن گیر رہتی۔آپ کے اِس بے تاب جذبے کااَندازہ ایک دِلچسپ روایت سے ہوتا ہے جوحضرت مفتی محمد صادقؓ کی بیان کردہ ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ

’’ایک دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے پاس کمرہ میں بیٹھے تھے۔حضورؑ ایک کتاب کی تصنیف میں مصروف تھے۔ دَروازے پرکسی شخص نے خوب زوردَار دستک دی۔ آپؑ نے مجھے اِرشاد فرمایا کہ جاکرمعلوم کروں کہ کون ہے اورکس غرض سے آیا ہے؟میں نے دروازہ کھولا تودستک دینے والے نے بتایا کہ مولوی سیّد محمد احسن امروہوی نے بھجوایا ہے کہ حضورؑ کی خدمت میں یہ خوشخبری عرض کی جائے کہ آج فلاں شہرمیں اُن کاایک غیراحمدی مولوی سے مناظرہ ہوااَوراُنہوں نے اُس کوشکستِ فاش دی۔ اُس کوبہت رگیدااَوروہ مولوی بالکل لاجواب ہوگیا۔حضرت مفتی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے یہ سارا پیغام مِن وعَن حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا توحضورسُن کرمسکرائے اَورفرمایاکہ اُن کے اِس طرح زوردَار دَروازہ کھٹکھٹانے اَورفتح کااِعلان کرنے سے میں یہ سمجھا تھا کہ شائد وہ یہ خبرلائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہوگیا ہے !‘‘ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ289۔290)

اپنی گزارشات کا اختتام حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی دلی تمنا پر کرتا ہوں، آپ کس دَرد سے فرماتے ہیں۔

’’ہمارے اِختیار میں ہوتوہم فقیروں کی طرح گھربہ گھرپھرکرخداتعالیٰ کے سچے دین کی اِشاعت کریں اَوراِس ہلاک کرنے والے شرک اَورکُفرسے جودُنیامیں پھیلا ہوا ہے ،لوگوں کوبچالیں۔اَگرخداتعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سِکھادے توہم خود پھرکر اَوردَورہ کرکے تبلیغ کریں اَوراِسی تبلیغ میں اَپنی زندگی ختم کردیں خواہ مارے ہی جائیں۔‘‘

(ملفوظات جلد3صفحہ 291-290)

یہی وہ دَرد وکرب تھاجوراتوں کوبھی آپؑ کوبے قرار رکھتا تھااَورآپؑ اسلام کی فتح اَورغلبے کے لئے ماہیِٔ بے آب کی طرح تڑپتے تھے اَورخدائے قادروقیوّم کے آستانے پراَپنی بے تاب دُعاؤں کے ساتھ جھک جاتے اَورعرض کرتے۔

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰؐ
مجھ کو کر اَے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
اَے میرے پیارے مجھے اِس سیلِ غم سے کررہا
وَرنہ ہوجائے گی جاں اِس دَرد سے تجھ پر نثار
اِس دیں کی شان وشوکت یاربّ مجھے دِکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے

دعائے من

خدائے من، خدائے من، دوائے من، شفائے من
قبائے من، رِدائے من، رَجائے من، ضِیائے من
قبول کن دُعائے من، دُعائے من‘ نِدائے من
نِدائے من‘ نَوائے من، نَوائے من‘ صدائے من

میں بندہ ہوں تِرا غریب، تُوہے مراخدا عجیب
میں دُور ہوں تُو ہے قریب، میں مانگتا ہوں اَے مجیب
توہی دوا، توہی طبیب، تُو ہی مُحِبّ تُو ہی حبیب
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

زمین و آسماں کا نُور، مکاں و لامکاں سے دُور
ہمہ صِفَت، ہمہ سُرور، خدائے ذُوالجلالِ طُور
قبول کر دُعا ضرور، مرے خدا، مرے غَفور
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

معاف کر سزا مری، گناہ مرے جفا مری
قبول کر دُعا مری، صدا و اِلتجا مری
کہ بخشتا نہیں کوئی، سِوا ترے خطا مری
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

ہماری تو پُکار سُن، صدائے اَشکبار سُن
نوائے بیقرار سُن، نِدائے اِضطِرار سُن
دُعائے شرمسار سُن، اَے میرے غمگسار سُن
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

گناہ سے ہم کو دُور رکھ، دِلوں کو پُرزِ نُور رکھ
نشے میں اپنے چُور رکھ، ہمیشہ پُرسُرور رکھ
نظر کرم کی ہم پہ تُو، ضرور رکھ، ضرور رکھ
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

پڑھیں کلامِ حق بشَوق، عبادتوں میں آئے ذَوق
اُتار غفلتوں کے طَوق، اُڑیں فضا میں فَوق فَوق
یہ مسجدیں ہیں تیرے گھر، ہم ان میں جائیں جَوق جَوق
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

ترقیاں مُدام دے، مسرّتوں کا جام دے
نَجات کا پیام دے، کَشُوف دے، کلام دے
حَیات دے، دَوام دے، فَلاح دے، مرام دے
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

ہِدائتیں، کَرامتیں، حُکومتیں، خِلافتیں
شَہادتیں، صَداقتیں، نَبوتیں وِلایتیں
بَصیرتیں، دَرایتیں، لِیاقتیں، سَعادتیں
ملیں ہمیں خدائے من، قبول کُن دُعائے من

بلندیاں خیال کی، ترقیاں کمال کی
تجلّیاں جمال کی، فراخیاں نَوال کی
بڑھوتیاں عیال کی، شُجاعتیں رجال کی
بدہ بہ ما، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

دوائے دِل شفائے دِل، جِلائے دِل، صفائے دِل
وفائے دِل، سخائے دِل، ہدائے دِل، ضیائے دِل
مرا بدہ، خدائے دِل، مراد و مُدعائے دِل
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

فُنون دے، عُلوم دے، فتوح دے، رُقوم دے
جو نَسل بالعموم دے، وہ مہر و مہ، نُجُوم دے
نئے مبائعین کا، ہر ایک جا ہُجوم دے
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

نَوا، صَدا، دُعا، بُکا، حیا، وَفا، غنا، سَخا
عَطا، جزا، ہدیٰ، تُقیٰ، فَنا، بَقا، لِقا، رَضا
مرے خدا، مرے خدا، بدِہ بما، بدِہ بما
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

تِرے وہ دیں کی خدمتیں، ترِی وہ خاص برکتیں
تِری عجیب نُصرتیں، تِری لذیذ نِعمتیں
تِری لطیف جَنّتیں، غرض تِری محبتیں
نصیب ہوں خدائے من، قبول کُن دُعائے من

الٰہی عَفو و مَغفرت، خدایا قُرب و معرِفت
مناسِبَت، مشابِہت، مکالِمت، مخاطِبَت
مطابِقَت، موانِسَت، ملیں ہمیں بعافیت
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

یہ قلب پُر اُمید ہے، مُسرتیں ہیں، عید ہے
بِشارت و نَوِید ہے، کہ خاتمہ سعید ہے
نہیں یہ کچھ عجب، کہ تو، حمید ہے، مجید ہے
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

بَیا بَیا، نِگارِ من، نِگہ نِگہ، بہارِ من
پنہ پنہ، حِصارِ من، مدد مدد، اے یارِ من
برِ بہشتی مقبرہ، بِنائے کُن مزارِ من
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من

دُرود مصطفیٰؐ پہ ہو، صلوٰۃ میرزاؑ پہ ہو
سلام مُقتَدا پہ ہو، دُعا ہر آشنا پہ ہو
جو اپنا کارساز ہے، تَوکُّل اُس خدا پہ ہو
خدائے من‘ خدائے من، قبول کُن دُعائے من
آمین

حضرت میر محمد اسماعیلؓ

نوشابہ واسع بلوچ ۔ جرمنی

قرآن سے محبت کے رنگ جدا جدا

اللہ تعالیٰ نے جیسے انسانوں کی شکلیں جدا جدا بنائیں ایسے ہی ان کی سوچ بھی الگ الگ ہے۔ انہی مختلف سوچ کی بنا پر انسان کی محبت کے زاویے اور انداز بھی جدا جدا ہیں ۔ جو ادائیگیٔ محبت پورے تقاضوں سے نبھاتے ہیں۔ ان کی مثال ماحول کو معطر کر دینے والے حسین رنگت کے پھول جیسی ہے اور کچھ کے انداز محبت زبانی کلامی دعوؤں کے سوا کچھ نہیں ہوتے یعنی محبت بنا عمل ایسے ہی ہے جیسے خوش رنگ پھول بِنا خوشبو کے جو دلوں کو معطر کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

ایسے ہی قرآن پاک سے محبت کے دعویدار بھی جدا جدا ہیں۔ بہت سے مدارس اس محبت میں بچوں کو خوب ہلا ہلا کر قرآن ایسے رٹاتے ہیں کہ جیسے گھول گھول کر زبردستی ان کے دماغوں میں انڈیلا جا رہا ہو۔ کجا یہ کہ یہ پاک کلام ان کے دلوں کو معطر کر رہا ہے یا نہیں۔

جبکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ (القیامۃ: 17)

تو اس کی قرأت کے وقت اپنی زبان کو اس لئے تیز حرکت نہ دے کہ تو اسے جلد جلد یاد کرے۔

پھر یہی بچے ان مدارس سے فارغ التحصیل ہو کر ٹخنوں سے اونچی شلواروں، بے لگام داڑھیوں اور سر پر شرافت کی ٹوپیاں پہنے نکلتے ہیں کہ گویا کسی جہاد پر نکلے ہوں۔ بے شک علم سیکھنا اور سکھانا کسی جہاد سے کم نہیں لیکن ان کا جہاد سیکھنے سکھانے کے عمل سے دو ریپٹ کی بھوک مٹانے پر ہوتا ہے کہ اب زندہ رہنے کے لئے قرآن کو کس کس رنگ میں استعمال کریں۔

پھر کچھ لوگ ایسے بھی ملیں گے جو ان مدارس کے ہلنے ہلانے والے پُر مہارت عمل سے تو نہیں گزرے ہوتے لیکن خود کو عاشقانِ قرآن میں صف اول میں شمار کرتے ہیں ایسے لوگ اکثر ایشیاء، خصوصاً پاکستان، انڈیا ، بنگلہ دیش میں وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ جو قرآن پاک کو خوبصورت کپڑے میں لپیٹ کر قیمتی رہل میں سجا کر اونچی طاق پر رکھ دیتے ہیں کہ کسی کا ہاتھ نہ پہنچنے پائے۔ آخر قیمتی چیز کی حفاظت بھی کوئی چیز ہے۔ خیر جب کوئی مشکل در پیش ہو تو قرآن پاک پر آنکھیں پیشانی ٹیک کر اور چوم کر بے لوث محبت کے اظہار کے بعد با حفاظت رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر کچھ اور قسم کے لوگ بھی نظر آئیں گے۔ یوں تو یہ عشق قرآن کا عملی مظاہرہ کرتے نظر نہیں آتے البتہ اس محبت سے بکلی انحراف کر کے کفر کرنا بھی کفر سمجھتے ہیں۔ مثلاً تعویز گنڈوں میں قرآن کی چند آیات یا حروف کو جنتر منتر کی صورت میں لکھ کر دینے والے بھی بڑا فخر رکھتے ہیں اپنے علم پر اور یہ تعویز لینے والے بھی اس کو بڑے فخر یہ اپنے یا اپنے بچوں کے گلوں میں بھینس کے گلے میں گھنٹی کی مانند لٹکائے پھرتے ہیں کہ فلاں پہنچے ہوئے پیر، فقیر کا بڑا پُر اثر تعویز ہے ۔ واقعی جہالت کی انتہا تک تو پہنچ ہی چکے ہیں۔ کاش کہ یہ آیت ان جیسوں کو چھو کر گزرتی۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر: 33)

اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ۔پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا ؟

ابھی عاشقانِ قرآن کی بات ختم نہیں ہوئی اگر نظر دوڑائیں تو دوسرے مسلمان ممالک یا تو بکلّی اس خزانے سے بے خبر اپنی رنگینیوں میں گم ہیں یا بس لفظ ”قرآن“ سے آشنا ہیں۔ بے حد افسوس کہ پڑھنا نہیں جانتے البتہ اتنا علم ہے کہ یہ ایک مقدس کتاب ہے جو گھر میں رکھی ہو تو اچھا ہے۔اور جن ممالک کی زبان عربی ہے ان کے نزدیک تو یہ ایک قصے کہانیوں کی کتاب ہے جہاں الماری میں اور بہت سی کتابیں موجود ہیں ان میں سے ایک یہ بھی سہی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔ چنانچہ میں اس وقت اس ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں...“ (الحکم 17نومبر 1905)

پھر ایک قسم جو درج بالا تمام عاشقانِ قرآن پر بھاری پڑتی ہے۔ وہ مولوی حضرات ہیں جو تھوڑی بہت قرآن کی سوجھ بوجھ حاصل کرنے کے بعد درس وتدریس کے میدان میں ایسے اُترتے ہیں جیسے ان کو سند مل گئی ہو کہ جیسے چاہو قرآنی آیات کو توڑ مروڑ کر مطالب نکالو اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرو۔ بجائے مسلمانوں کو ایک اچھے مسلمان کی صحیح تعریف سمجھانے اور بتانے کے بس کفر کفر کے فتوؤں پر زور چلتا ہے گویا قرآن کی سوجھ بوجھ کیا حاصل کی کفر کی فیکٹری کا ڈپلومہ حاصل کر لیا ہو کہ جہاں سے دھڑا دھڑ کافر نکالنا عین فرض اولین ہو۔

انہی رویوں کی بنا پر غیر مسلم یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہیں کہ اسلام، قرآن تشدد کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر با عمل اچھے مسلمان ہوتے توکیوں مسلمان دنیا اتنی پستی کا شکار ہوتی۔

غیر مسلم کی نظروں کو تو کیا دیکھنا افسوس تو اس پر ہے کہ انہی مولویوں کی غلط تعلیم اور مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ کی آئے دن جو نا زیبا حرکات کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ان باتوں نے ایک پڑھے لکھے طبقے کے دلوں میں قرآن و حدیث کی تعلیم کو بے معنی کر دیا ہے ۔ بلکہ پڑھا لکھا طبقہ دینی تعلیم کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نظر میں دینی تعلیم اب ترقی کا ذریعہ نہیں رہا ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اورایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو دیکھو انہوں نے جب پیغمبرِ خدا ﷺ کی پیروی کی اور دین کو دنیاپر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ نے کئے تھے پورے ہو گئے ... رسول کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 409جدید ایڈیشن)

پھر درمیانہ طبقہ جو قرآن سے عقیدت تو رکھتا ہے لیکن سمجھنے کی راہ نہیں پاتا تو ان مولوی حضرات نے ان کو وظیفوں ٹونوں ٹوٹکوں پر لگا دیا ہے کہ فلاں فلاں آیت کو اِتنی بار پڑھو اور اُتنی بار پڑھواور فلاں فلاں کر و وغیرہ وغیرہ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”...رسم اور بدعات سے پرہیز بہتر ہے۔ اس سے رفتہ رفتہ شریعت میں تَصرّف شروع ہو جاتا ہے بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے وظائف میں جو وقت اس نے صرف کرنا ہے وہی قرآن شریف کے تدبر میں لگاوے...اپنی طرف سے الحاق کی کیا ضرورت ہے ورنہ پھر سوال ہوگا کہ ایک نئی بات کیوں بڑھائی خدا کے سوا اور کس کی طاقت ہے کہ کہے فلاں راہ سے سورۃ یاسین پڑھو گے تو برکت ہو گی ورنہ نہیں۔“

(ملفوظات جلد 3صفحہ 519جدید ایڈیشن)

قرآن پاک بھی اس بات کو خوب کھول کر بیان کرتا ہے کہ

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۔ (الجاثیہ: 21)

یہ لوگوں کے لئے بصیرت کی باتیں ہیں اور یقین لانے والی قوم کے لئے ہدایت اور رحمت ہیں۔

”اس بصیرت اور یقین کی مثال حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی قرآن سے محبت یوں عیاں ہوتی ہے ۔ آپ لاہور میں B.A کی تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ اچانک آپ نے کالج چھوڑ دیا اور قادیان آکر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے قرآن و حدیث پڑھنے میں مشغول ہوگئے ۔ روایت ہے کہ کالج چھوڑنے کی وجہ یہ ہوئی کہ کسی طالب علم نے احمدیت کے متعلق کوئی ایسا سوال کیا جس کا آپ فوری جواب نہ دے سکے اس کا آپ کی طبیعت پر ایسا اثر ہوا کہ آپ نے کالج چھوڑدیا اور یہ فیصلہ کیا کہ جب تک میں قرآن پورے طور نہ پڑھ لوں میں کالج نہیں جاؤں گا آپ کا یہ کہنا تھا کہ کالج تو پھر مل جائے گا مگر زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ممکن ہے کہ قرآن مجید اور حدیث پڑھنے کا پھر اور وہ بھی نور الدینؓ ایسے پاک انسان سے پھر موقع نہ مل سکے اس لئے میں نے یہی بہتر جانا ” آپ کے کالج چھوڑنے کا پرنسپل کو خاص افسوس ہوا اس نے یہ الفاظ لکھے۔

AnExcellentStudent.Hisleavingisabigloss to the collage. (G.AW)

(تشحیذالاذہان مارچ 1913ص154)

قرآن علم وعرفان کا ایک جاری چشمہ ہے اس چشمہ سے فیضیاب ہونے کی ایک اور درخشاں مثال نوبل انعام یافتہ مکرم ڈاکٹر عبدالسلام ہیں۔ جب ان سے سوال کیا گیا کہ اس تھیوری کا خیال آپ کو کیسے آیا؟ آپ نے کہا کہ میں نے قرآن کو پڑھا اور سمجھا۔

ہم احمدی بہت خوش قسمت ہیں کہ اس زمانے کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کے ایسے چھپے خزانوں سے روشناس کروایا جن تک ایک عام آدمی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ایک عام احمدی چاہے بچہ ہو یا بوڑھا ،عورت ہو یا مرد اس کو یہ مشکل درپیش نہیں کہ وہ قرآن کی تعلیم سے اس لئے محروم ہے کہ اس کی رسائی مدارس تک نہیں بلکہ MTAپر خلفاء کرام کے سلسلہ سے ہی درس القرآن پروگرام اب تک چلتا آرہا ہے۔ جس میں قرآنی معارف سے سب فیضیاب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ پوری دنیا میں بذریعہ انٹرنیٹ بذریعہ فون کانفرنس کال کلاسز میں ترتیل القرآن، لفظی ترجمہ، گرائمر سکھائی جا رہی ہے۔ سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ ایک عام گھریلو عورت بھی قرآن سیکھ کر دوبارہ فیلڈ میں آکر سکھا رہی ہے اور یہ کلاسز سارا سال سہولت کے مطابق صبح شام ہو رہی ہیں۔ بچیوں اور لجنہ میں قرآن سیکھنے اور سکھانے کا یہ باعمل مظاہرہ کوئی زبردستی بوجہ حکم ٹھونسا نہیں گیا بلکہ یہ محبت اور اطاعت کی آمیزش ہے جو پیارے خلفاء کی اس ہدایت پر کہ ہر گھر قرآن کے نور سے منور ہو اس کا عملی مظاہرہ ہے۔ اور ہمارے مربیان سلسلہ بھی بہت رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔

یہ قرآن سے محبت کے عملی نمونے ہیں جن سے ہر احمدی گھرانہ منور اور معطر ہو رہا ہے۔ (الحمد اللہ) ایک دم بیدار نہیں ہو جاتے اس محبت کے پیچھے بھی ایک تاریخ ہے وہ قرآنی جواہرات جو یہ زمین کھو بیٹھی تھی ثریا ستارے سے واپس لانے والے اس زمانے کے مسیح و مہدی علیہ السلام نے ان معارف کے نور کو دلوں میں جگا دیا اور آپ کے خلفاء کی تفاسیر نے ہر قدم پر ہماری رہنمائی کی۔ اس پُر اثر عربی کلام کو ہل ہل کر پڑھنے اور رٹنے پر ہی بے یارو مددگار نہیں چھوڑا بلکہ حقیقی معنی سے روشناس کروایا کہ خدا نے انسان سے کیا کلام کیا۔ محبت تو تبھی پروان چڑھتی ہے جب دونوں فریقین ایک دوسرے کو سمجھیں۔ خدا کرے ہم اس محبت کو حقیقی معنی میں سمجھیں اور پروان چڑھائیں۔ کیونکہ اب آسمان پر وہی عزت پائے گا جو قرآن کو عزت دے گا۔

ریاض محمود باجوہ۔ جرمنی

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کی روح پرور نصائح

نیکی، سچائی ،اطاعت اختیار کرو، قیام نماز کرو اور کبھی تنازعہ اور تفرقہ نہ کرو

طلباء کو نصائح

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں جب گرمی کی رخصتیں ہوئیں اور طالب علم اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے تو اس موقعہ پر ایک جلسہ کیا گیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے انہیں نصائح کرتے ہوئے فرمایا۔

’’اب ہماری محنتوں اور کوششوں کے پھلوں کے دیکھنے کا وقت ہے۔تم پر نماز کے لئے اپنی پڑھائی کے لئے نگران نہ ہو گا۔پر تمہیں چاہئے کہ نیک نمونہ دکھائیں اور مخالفوں کے اعتراضوں کا بڑی جوانمردی سے تحمل اور حوصلہ کے ساتھ جواب دیں اور دعا، استغفار اور لاحول کے ہتھیاروں سے کام لیں۔‘‘ (بدر18جون1908ء)

بیعت کا مفہوم

’’بیعت کے معنی ہیں غلام ہو جانے کے اور یورپ والے کہتے ہیں کہ غلامی بُری چیز ہے اور انسان آزاد پیدا ہوا ہے۔ میرے ایک پیر عبدالغنی صاحب مدینہ طیبہ میں رہتے تھے۔دُور دُور کے لوگ آپ کے مرُید ہوتے۔مصر کے،شام کے،مغرب کے،روس کے، میں بھی اُن کے ہاں جایا کرتا تھا۔مگر میں خیال کرتا تھا کہ بیعت سے کیا فائدہ۔نیکی بدی سب کتابوں میں لکھی ہوئی ہے اور میں فارغ التحصیل ہو چکا تھا۔اس لئے مبائعین کی کثرت دیکھ کر تعجب کیا کرتا تھا۔آخر ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ چلو بیعت کر لو۔اگر فائدہ نہ دیکھا تو انکار کر دیں گے۔میں ان کے مکان پر گیا مگر میری شرافت نے اجازت نہ دی کہ میں اقرار کر کے پھر جاؤں۔آخر میں ایسا ہی واپس آگیا۔کچھ عرصہ کے بعد میرے دل نے فتویٰ دیا کہ بیعت کر لو۔جب میں شاہ صاحب کے مکان پر گیاتو میں نے کہا کہ اگر میں نے آپ کی بیعت کر لی تو مجھے کیا فائدہ ہوگا۔آپ نے فرمایا شنید بہ دید مبدل شود و سمعی کشفی گردد۔اور فرمایا کہ بیعت کے وقت کوئی شرط بھی کرنی جائز ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں اسئلك موافقتك بھی آیا ہے اور آپ نے فرمایا کہ اگر اصول اسلام سیکھنے ہوں تو چھ مہینہ رہنا ہوگا اور اگر فروعات سیکھنے ہوں تو ایک سال۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر بڑے احسانات کئے میں چار وظیفے تجربہ کئے ہیں۔استغفار۔لاحول۔الحمد شریف پڑھنا اور درود شریف کا ورد کرنا ‘‘ (بدر 15،اکتوبر1908ء)

مدرسہ کے چھوٹے بچوں کو نصائح

23جنوری1909ء کو مسجد مبارک میں آپ نے مدرسہ کے چھوٹے بچوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

’’تم جانتے ہو برسات میں جب آم کی گٹھلیاں زمین میں اُگ آتی ہیں تو بچے اکھیڑ کر اُن کی پیپیاں بناتے ہیں لیکن اگر اس آم کی گٹھلی پر پانچ چھ برس گزر جاویں تو باوجودیکہ یہ لڑکا بھی پانچ چھ برس گزرنے پر جوان اور مضبوط ہو جاوے گا لیکن پھر اس کا اکھیڑنا دشوار ہوگا پس معلوم ہوا جب تک جڑ زمین میں مضبوطی کے ساتھ نہ گڑ جائے اس وقت تک اکھیڑنا آسان ہے اور جڑ مضبوط ہونے کے بعد دشوار عادات وعقائد بھی درخت کی طرح ہوتے ہیں۔بُری عادات کا اب اکھیڑنا آسان ہے لیکن جڑ پکڑ جانے کے بعد ان کا تدارک کرنا یعنی اکھیڑنا ناممکن ہوگا۔بعض بچوں کو جھوٹ بولنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اگرشروع سے ہی اس کو دور نہ کرو گے تو پھر اس کا دور کرنا مشکل ہوگا۔ہم نے دیکھا ہے کہ جن کو بچپنے میں جھوٹ کی عادت پڑگئی ہے پھر عالم فاضل ہو کر بھی ان سے جھوٹ کی عادت نہیں چھوٹی ہے۔

دوسری نصیحت میں تم کو یہ کرتا ہوں کہ آج اگر تم نماز نہ پڑھو گے تو بڑے ہو کر تو بالکل ہی تم کو نماز کی عادت نہ رہے گی۔‘‘ (بدر 28جنوری1908ء)

تنازعات نہ کرو

میرے تو وہم میں بھی نہ تھا کہ میں کسی جماعت کا امام ہوں گا۔لیکن جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایک آن کی آن میں مجھے امام بنا دیا اور ایک قوم کا امیر بنا دیا۔تم سیکرٹری لوگ ہو۔پریذیڈنٹ بھی ہیں۔تمہیں کبھی کبھی مشکلات پیش آجاتی ہوں گی اور پھر اس سے عناد بڑھ جاتا ہے۔اول تو اس غلطی سے کہ کیوں مجھے عہدیدار نہ بنایا۔ میرا پنا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت صاحب کی لڑکی حفیظہ(امۃ الحفیظ) کو امام بنا لیتے تو سب سے پہلے میں بیعت کر لیتا اور اس کی ایسی ہی اطاعت کرتا۔جیسی مرزا کی فرمانبرداری کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھتا کہ اس کے ہاتھ پر بھی پورے ہو جاویں گے۔

اس سے میری غرض یہ بتانا ہے کہ ایسی خواہش نہیں ہونی چاہئے۔غرض کبھی اس قسم کی مشکلات آتی ہوں گی۔پس پہلی نصیحت یہ ہے اور خدا کے لئے اسے مان لو۔اللہ تعالیٰ کہتا ہےلا تَنَازَعُوا

اس منازعت سے تم بودے ہو جاؤگے اور تمہاری ہوا بگڑ جاوے گی۔پس تنازعہ نہ کرو۔اللہ تعالیٰ چونکہ خالق فطرت ہے اور جانتا تھا کہ جھگڑا ہوگا اس لئے فرمایا۔فاصبروا

پس جب سیکرٹری اور پریذیڈنٹ سے منازعت ہو۔تو اللہ تعالیٰ کیلئے صبر کرو۔جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا۔

میرا حق ہے کہ میں تم کو نصیحت کروں۔تم نے عہد کیا ہے کہ تمہاری نیک بات مانیں گے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ مان لو۔قطعاًمنازعت نہ کرو۔جہاں منازعت ہو۔فوراًجناب الٰہی کے حضور گر پڑو۔میں نے ابھی کہا ہے کہ اگر حفیظہ کو امام بنا لیتے تو اس کی بھی مرزا صاحب جیسی فرمانبرداری کرتا۔پس تم مشکلات سے مت ڈرو۔مشکلات سے مت ڈرو۔مشکلات ہر جگہ آتی ہیں۔میرے اُوپر بھی آئیں۔اور بڑی غلطی یا شوخی یا بے ادبی بعض آدمیوں سے ہوئی۔اب ہم نے در گزر کر دیا ہے۔ مگر انہوں نے حق نہیں سمجھا کہ کیا امامت کا حق ہوتا ہے؟یہ بھی کم علمی کا نتیجہ ہوتا ہے جو انسان حقوق شناسی نہ کرے۔مگر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔ان کے دلوں کی آپ اصلاح کر دی۔اور دل اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں تھے۔اس نے سب کو میرے ساتھ ملا دیا اور ان پر اور ہم پر اور ہماری قوم پر رحم اور احسان ہوا۔غرض ایک یہ یاد رکھو کہ تنازعہ نہ ہو۔آپ کرو نہ ماتحتوں کو کرنے دو۔اللہ تعالیٰ نے ایسے موقعہ پر صبر کی تعلیم دی ہے۔

دوسرے بعض جگہ کثرت سے لوگ ہیں وہاں میں دیکھتا ہوں کہ ترقی رک گئی ہے۔اس کا کوئی مخفی راز ہے میں اس کو جانتا ہوں۔اس کی تلافی دو طرح ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ پریذیڈنٹ اور سیکرٹری اللہ تعالیٰ سے رو رو کر کر دعائیں کریں...

خوب یاد رکھو کہ جہاں جماعت کی ترقی رک گئی ہے۔وہاں پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان وضو کریں۔نماز پڑھیں اور اپنی ذات سے صدقہ و خیرات کریں کہ جناب الٰہی خود اس گرہن کو دور کر دے۔اور اس روک کو اٹھا دے جوان کے اثر کے آگے آگئی ہے۔

میں نے اس وقت تک دو باتیں بتائی ہیں۔اول تنازعہ نہ کرو۔پھر اگر ایسا ہو جاوے تو صبر کرو۔تیسری بات یہ بتائی کہ اگر ترقی رک گئی ہے تو صدقہ و خیرات کرو۔استغفار کرو۔دعاؤں سے کام لو۔تا کہ تمہارا فیضان رک نہ جاوے۔ اگر کوئی روک آگئی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے۔

صدقہ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے...چوتھی بات جو میں سمجھاتا ہوں۔وہ یہ ہے کہ مال کے معاملہ کے متعلق بڑی بدگمانی ہوتی ہے۔یہاں کے کارکن امین ہیں۔ نیک ہیں۔اگر کسی کی نسبت پیسہ کا جرم لگ جاتا ہے تو وہ چور نہیں ہوتے۔اس لئے تم اپنے مالوں کیلئے مطمئن رہو۔ جو مجھے کوئی دیتا ہے اس کے لئے بھی میں امین ہوں۔

پس میں اپنی نسبت (تم کو) مطمئن کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مال کا حریص نہیں بنایا۔ میرے دل میں مال کی خواہش ہی نہیں ہے...بڑا بننے کی خواہش بھی نہیں ہے۔ میں اپنی بیوی کو محدود خرچ مہینہ میں دیتا ہوں...

اور یہ بھی یاد رکھو کہ میں (اب)مرنے کے قریب ہوں۔مگر میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ تمہارے لئے دعائیں کرتا ہوں میں نے اپنی اولاد کے لئے روپیہ نہیں رکھا۔میرے باپ نے مجھے کوئی روپیہ نہیں دیا اور نہ بھائی نے دیا۔مگر میرے مولیٰ نے مجھے بہت کچھ دیا اور وہ وہی دیتا ہے پس تم بدگمانی سے توبہ کر لو۔

یہ باتیں میں نے بہت سوچ سوچ کر کہی ہیں۔ میرے دماغ میں خشکی ہو تو ہو مگر ان باتوں میں خشکی نہیں۔ آپس میں محبت رکھو۔تنازعہ نہ کرو۔بدگمانی نہ کرو کوئی اگر ناراض ہو تو صبر سے کام لو اور دعائیں کرو...

یہ معرفت کی باتیں ہیں مجھے کہنے میں معذور سمجھو۔میرے دل کی خواہش برس بھر سے تھی، بدگمانی بھی ہوئی کہ شاید پیسوں کے لئے بلاتا ہے۔ میں مالوں کا خواہش مند نہیں۔

میرا نام آسمان میں عبدالباسط ہے۔

باسط اسے کہتے ہیں جو فراخی دیتا ہے۔میرے پُرانے دوست مثل حامد شاہ کے موجود ہیں۔وہ جانتے ہیں کہ میرا یہ لباس رہا ہے۔میرا مولا وقت پر مجھے ہر چیز دیتا ہے۔اس کے بڑے بڑے فضل مجھ پر ہیں۔ (بدر 12جنوری1911ء)

خدا سے مدد طلب کرو

فرمایا۔

خدا تعالیٰ بڑا بادشاہ ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ میری نصیحت یاد رکھو۔اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھو۔اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی امیدیں رکھو۔یہ جو مشکلات آتے ہیں درجہ بلند کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ان مشکلات سے ہر گز مت گھبراؤ۔اور خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔یہ مختصر نصیحت ہے مگر ضروری ہے اور یاد رکھنے والی ہے معمولی نہ سمجھو۔اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور تمہارا حافظ و ناصر ہو۔آمین

(بدر 16فروری1911ء)

محبت قرآن

فرمایا۔

قرآن شریف کے ساتھ مجھ کو اس قدر محبت ہے کہ بعض وقت تو حروف کے گول گول دوائر مجھے زلفِ محبوب نظر آتے ہیں اور میرے مونہہ سے قرآن کا ایک دریا رواں ہوتا ہے۔اور میرے سینہ میں قرآن کا ایک باغ لگا ہوا ہے۔بعض وقت تو میں حیران ہو جاتا ہوں کہ کس طرح اس کے معارف بیان کروں۔

مطالعہ قدرت

اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے مطالعہ سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور احکاماتِ الٰہی کے مطالعہ سے محبت میں ترقی ہوتی ہے۔

(بدر19،اکتوبر1911ء)

قرض سے بچنے کی دعا

ایک شخص نے عرض کی کہ میں مبلغ پچیس ہزار روپے کا مقروض ہوں۔فرمایا۔

اس کے تین علاج ہیں (1)استغفار(2) فضول چھوڑ دو(3)ایک پیسہ بھی ملے تو قرض خواہ کو دے دو۔

ستاری سے فائدہ اٹھاؤ

انسان بدی اور بدکاری کرتا ہے۔مگر اللہ تعالیٰ اس پر ستاری کرتا ہے۔پردہ پوشی کرتا ہے۔رحم کرتا ہے۔انسان رات کو بدی کرتا ہے۔صبح اس کے ماتھے پر لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔کیوں! اس واسطے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے رحم سے فائدہ اٹھائے اور توبہ کرے اور آئندہ بدی سے پرہیز رکھے۔

بدی سے بچنے کا نسخہ

بدی سے بچنے کا یہ گر ہے کہ انسان علم الٰہی کا مراقبہ کرے سوچے اور فکر کرے۔اور بار بار اس بات کو دل میں لائے۔اور اس پر اپنا یقین جمائے کہ خدا علیم ہے ، خبیر ہے وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔میرے ہر فعل کی اس کو خبر ہے۔اس طرح ریاضت کرنے سے انسا ن بدی سے بچ جاتا ہے۔

بخل دور کرنے کا علاج

بخل دور کرنے کا علاج یہ ہے کہ جب ایک پیسے کا بخل ہو تو دو پیسے دے دینے چاہئیں اور دو پیسے کا بخل ہو تو چار دے دینے چاہئیں۔اس کا میں نے جوانی میں خوب تجربہ کیا ہے اور بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ (بدر 9،اپریل1911ء)

متقی بنو اور تفرقہ مت کرو

خطاب مورخہ 27دسمبر1911ء برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان فرمایا۔

تقویٰ اللہ کیا ہے؟ عقائد صحیح ہوں اور ان عقائد کے مطابق اعمال صالحہ ہوں۔تقویٰ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان دکھوں سے بچ جاتا ہے اور سکھوں کو پالیتا ہے۔متقی اللہ تعالیٰ کا محب ہوتا ہے۔متقی کو تمام تنگیوں سے نجات ملتی ہے۔اس کو مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ رزق ملتا ہے۔متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں۔اور وہ مقابلہ دشمن میں ممتاز ہوتا ہے۔متقی پر الٰہی علوم کھولے جاتے ہیں۔پس میں بھی پہلی نصیحت یہی کرتا ہوں کہ متقی بنو متقی بنو۔ہاں اللہ تعالیٰ کے لئے متقی بنو۔اور تم اللہ تعالیٰ کے سچے فرمانبردار بن جاؤ۔اور اسی فرمانبرداری میں تمہارا خاتمہ ہو۔یہ فرمانبرداری عجیب نعمت ہے۔ابوالملتہ ابراہیم علیہ السلام پر تمام برکتیں اس فرمانبرداری کی وجہ سے نازل ہوئیں۔

حبل اللہ کو پکڑو اور تفرقہ نہ کرو

پھر فرمایا وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ اللہ کی حبل کو مضبوط پکڑ لو اور سب کے سب مل کر مجموعی طاقت سے حبل اللہ کو پکڑو اور تفرقہ نہ کرو۔یہ آیت میں آج تم پر تلاوت کرتا ہوں اور پھر سناتا ہوں۔وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ تم خدا کی حبل کو مل کر مضبوط پکڑے رکھو۔اسے چھوڑو نہیں۔اور اس سے جدا نہ ہو اور نہ باہم تفرقہ کرو…یہ رسّہ جس کو حبل اللہ کہا گیا ہے۔قرآن مجید ہے۔آریہ، برہمو، سناتن، مسیحی، دہریہ، ملحد بھی اس رسّہ کو زور سے کھینچ رہے ہیں۔اور زور لگا کر اپنی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔دوسری طرف تم نے اس حبل اللہ کو پکڑنے کا دعویٰ کیا ہے۔پس تم اس دعوے کو بلا دلیل نہ رہنے دو اور پوری طاقت و ہمت اور یک جہتی سے اس کو مضبوط پکڑ کر زور لگاؤ۔ایسا نہ ہو کہ وہ مخالفین اسلام اس رسہ کو لے جائیں۔ (خدا نہ کرے ایسا ہو)اس رسّے کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید تمہارا دستور العمل اور ہدایت نامہ ہو۔تمہاری زندگی کے تمام مرحلے اس کی ہدایتوں کے ماتحت ہوں۔تمہارے ہر ایک کام ہر حرکت و سکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو وہ خدا تعالیٰ کی یہ پاک کتاب ہو جو شفا اور نور ہے۔

(بدر25جنوری1912ء)

متفرق امور

- اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کے لئے استغفار ، لاحول، الحمدللہ اور درود کو بہت توجہ سے پڑھو۔
- متکبر،منافق،کنجوس، غافل، بے وجہ لڑنے ولے،کم ہمت، مذہب کو لہو و لعب سمجھے والے اور بے باک لوگوں سے تعلق نہ رکھو۔
- نماز مومن کا معراج ہے۔تمام عبادتوں کی جامع ہے۔کبھی اس میں غفلت نہ کرو۔بے کس اور بےبس لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جاوے۔
- اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے اور اپنے بڑوں کے ادب اور اپنے برابروں کی مدارات بقدر امکان کرو۔
- والدین اور افسروں کے راضی رکھنے میں کوشش کرو۔جہاں تک دین اجازت دیوے۔
- باہمی تعارف بڑھاؤ۔
- انگریزی اور عربی بولنے کی مشق کرو اور عادت ڈالو۔
- ہر کام احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کرو۔
- نیک نمونہ بنو
- جو کام ہو صرف اللہ ہی کے لئے ہو۔کھانا ہو یا پہننا۔سونا ہو یا جاگنا، اٹھنا ہو یا بیٹھنا، دوستی ہو یا دشمنی
- ہر ایک مشکل میں دُعا سے کام لو۔
- پھر جاذب بنو اور جماعت بنو۔

اے میرے رحیم خُدا ! مجھے ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

(بدر 7نومبر1912ء)

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرمہ طاہرہ زرتشت۔ناروے لکھتی ہیں۔

ہمارے لئے اپنے اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی ہر قسم کی معاونت کسی اعزاز سے کم نہیں۔بلکہ بہت بڑی سعادت ہے۔

مکرمہ مبارکہ متین خان۔کینیڈا لکھتی ہیں۔

روزنامہ الفضل لندن آن لائن 5 جون 2020ء کے شمارہ میں آپ نے لکھنے والوں کے لئے جو ہدایات دی ہیں۔اس رہنمائی پر خاکسار دل کی گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہے ۔ ہم جیسے نئے لکھنے والوں کے لئے ماشاءاللہ بہت ہی معلوماتی،مفید اور کارآمد تحریر ہے۔خاکسار آئندہ ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے لکھنے کی کوشش کرے گی انشاءاللہ۔ میراپیارا خدا ہر آن ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کا حافظ و ناصر ہو اور کار کنان الفضل پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور بہترین جزا عطا فرمائے۔آمین

بقیہ از صفحہ12۔کچھ دن پہلے ان آنکھوں آگے

آکر نہایت منظم انداز سے مسجد اقصیٰ میں داخل ہوتے،ہر جانب ڈیوٹی وحفاظت پر متعین خدام و انصار ایک خاص اعتماد عطا کرتے، بہت منظم طریقے سے گاڑیوں کی پارکنگ کا انتظام ہوتا،عمر رسیدہ افراد کے بیٹھنے اور نماز کی ادائیگی کے انتظام میں خاص اس بات کو ملحوظ رکھا جاتا کہ ان کو آنے جانے ،ادائیگی نماز میں کوئی مسئلہ نہ ہو، بچپن کی عیدوں کی ایک اور یاد گھڑ دوڑ میدان میں بڑی تعداد میں ٹرالیوں اور ٹرکوں کی آمد تھی جس کی وجہ چنیوٹ، احمد نگراور دیگر کئی مضافات سے احباب و خواتین کی بہت ذوق وشوق کے ساتھ نماز عید ادا کرنے کے لئے ربوہ آمد تھی۔

مسجد کا صحن، ہالز، راستے بھی نمازیوں سے بھرے ہوتے، گھر سے بڑے شوق کے ساتھ جائے نماز اور چادریں لے کر جاتے، ڈیوٹی پر مامور مستعد خواتین بیجز کے ذریعے خاموش رہنے، تکبیرات پڑھنے اور خطبہ عید خاموشی سے سننے کی طرف توجہ دلاتی۔نماز عید کی ادائیگی کا ایک اور بہت خوبصورت منظر اپنے جلترنگ کے ساتھ آج بھی ساعتوں میں رس گھولتا ہےکہ عید نماز کی تکبیرات ادا کرتے ہوئے جہاں ہر مرتبہ ہمیں تکبیرات کی تعداد کے بارے میں مغالطہ ہوجاتا، وہاں ایک ساتھ بلند ہونے والے ہاتھوں میں پہنی ہوئی چوڑیوں کی کھنک مزہ دے جاتی اور دل معصوم کا یہ شکوہ بھی بالکل دب جاتا کہ ہم نے چوڑیاں ذرا کم پہنی ہیں،تو کیا ہوا، کھنک بھی تو انہی چوڑیوں کی ہے، کلائی بھر بھر کے پہنی گئی چوڑیوں کی آواز تو نہیں آتی ناں۔ یہ بات جب میں اپنے بچوں کو بتاتی ہوں تو ان کی معصوم آنکھیں حیرت سے پھیل تو جاتی ہیں لیکن ننھا سا ذہن پھر بھی اس تصور کو ذہن کے کینوس پر پینٹ کرنے سے قاصر رہتاہے۔

نمازوخطبہ کے بعد مسجد سے باہر آنا بھی ایک دلچسپ مرحلہ ہوتاتھا۔لوگوں کے ہجوم کے باعث جہاں انتظامیہ کی جانب سے بارہا ہدایئت کی جاتی کہ رکیں، چلتے رہیں لیکن کچھ قدم چلنے کے بعد ہی کسی عزیز از جان سہیلی، رشتہ دار یا واقف کا ر کا ملنا اچک اچک کر وہ قطار توڑنے پر مجبور کر دیتا اور ان پیاروں سے عید ملنے کی خوشی میں ہم اکثر ڈیوٹی والی آنٹیوں کی گھرک بھی نظر انداز کر دیا کرتے تھے۔مسجد سے نکل کر بہت سے لوگوں کا رخ بہشتی مقبرہ کی جانب ہوتا جو اس وقت تک تو ذرا باعث حیرت ہوتا لیکن والدین کے بہشتی مقبرہ میں آسودہ خاک ہونے کے بعد پھر سب سے زیادہ ضروری لگنے لگا۔

عیداں تے شبراتاں آئیاں
سارے لوکی گھر نوں آئے
اُو نئیں آئے محمد بخشا
جیہڑے آپی ہتھیں دفنائے

گھر واپسی کے بعد سب سے اہم مرحلہ آتا یعنی عیدی وصول کرنے کا، نئے نوٹ لئے جاتے، پھر ایک ، دوسرے سے اپنے خزانے کا مقابلہ کیا جاتا، مجھے یاد ہے کہ عیدی میں ملا سو روپے کا نوٹ تو آنکھوں میں وہ خواب بن دیتا کہ جس میں دنیا بھر کے کھلونوں اور من پسند چیزوں کے حصول کے بعد بھی کافی رقم بچ جاتی، یہ بات جہاں ہمارے بچوں کے لئے حیرت انگیز بلکہ ناممکن سی ہے وہیں ہمیں لطف، جوش، خوشی، ایام ماضی کی اس دنیا میں واپس لے جاتا ہے جہاں صرف ہم ہیں اور بزعم خود انتہائی خفیہ جگہوں پر چھپائی گئی ہماری عیدی۔

شہود آصف۔گھانا

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے چند پھول

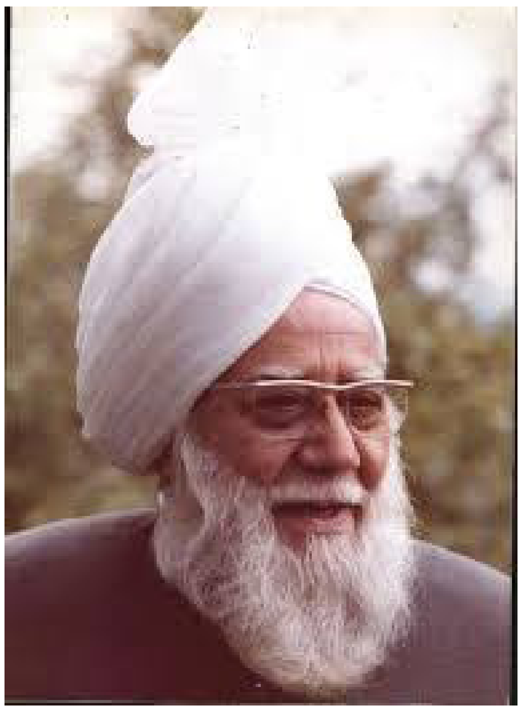

سیدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم پوتے کی بشارت دی جس کو حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کا نعم البدل قرار دیا گیا۔آپؑ کو یہ الہام ہوا’’إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ‘‘ (حقیقۃ الوحی ص95) یعنی ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پیدائش 16 نومبر 1909ء کو قادیان میں ہوئی۔آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے فرزند اکبر تھے۔آپ نے 13 برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔خلافت سے قبل آپ متعدد اہم جماعتی عہدوں پر خدمات بجا لاتے رہے جن میں پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان ،صدر مجلس خدام الاحمدیہ ،صدر مجلس انصار اللہ، پرنسپل تعلیم الاسلام کالج قادیان ،لاہور اور ربوہ،صدر صدر انجمن احمدیہ شامل ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد8نومبر1965ء کو جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔آپؒ کی وفات 8اور 9جون1982ء کی درمیانی شب اسلام آباد پاکستان میں ہوئی۔اس مضمون میں ہمارےپیارے خلیفۃ المسیح کی سیرت کی چند حسین جھلکیاں دکھائی دی گئی ہیں۔

عشق الٰہی و توکّل علی اللہ

اللہ تعالیٰ کی ہستی سے عشق اور توکل، آپ کی ذات کا خلاصہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ عشق الٰہی کے جذبے میں پور پور ڈوبے ہوئے تھے۔ آپؒ کی عبادات کے بارہ میں گھر کے ایک چوکیدار کی گواہی ہے کہ’’سارا دن آپ سخت کام کرتے اور رات گئے تک کام کرتے رہتے۔ اور پھر ڈرائنگ روم میں تہجد ادا کرتے اور مناجات کرتے یہاں تک کہ باہر تک آوازیں آتیں۔‘‘

ایک جرمن عیسائی Mr Joachim نے آپ سے ملنے کے بعد کہا’’مسائل کا علم نہیں ہے مگر میں مرزا ناصر احمد صاحب کے متعلق حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ یہ خدا کا بندہ ہے۔اس کا خدا سے زندہ تعلق ہے۔‘‘

عشقِ محمد مصطفی ﷺ

آپ کو پیارے آقا سیدنا حضرت محمد ﷺ سے بہت عشق تھا۔ آپ کے ایک بیٹے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کا جب بھی کوئی واقعہ بیان کرتے تو عجیب کیفیت ہو جاتی اور آنحضور ﷺ کے چھوٹے چھوٹے احکام پر عمل کرنے کا ہمیشہ خیال رکھتے۔

ایک دفعہ آپؒ نے فرمایا’’جب تم لوگ کسی کو تبلیغ کرو تو قرآن اور آنحضرت ﷺ کی باتیں بتایا کرو اگر ان دونوں سے عشق و محبت نہ ہو تو کیا تبلیغ کرو گے۔حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں دو ہی چیزیں غالب رہیں عشق قرآن اور عشق رسول ﷺ ۔‘‘

حضرت مسیح موعودؑ سے عقیدت

آپ کو حضرت مسیح موعودؑ سے بہت عشق تھا۔آپ اصحاب حضرت مسیح موعودؑ سے اکثر ملنے جاتے۔ان سے دعا کیلئے عرض کرتے۔ جب بھی آپ کے پاس کسی موسم کا پھل آتا بطورِ خاص ان کو بھجوایا کرتے۔حضرت حافظ شاہ جہان پوری کوآم بہت پسند تھے۔جب بھی آموں کا موسم آتاان کو خصوصاًآم بھجواتے تھے۔

اطاعت امام

خلیفہ وقت اور اطاعت امام کا ایک واقعہ پیش ہے۔1927ءمیں جلسہ کے موقع پر جلسہ گاہ چھوٹی ہو گئی۔ یہ دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ بہت ناراض ہوئے۔تمام کارکنان بہت پریشان تھے کہ اب کیا ہو گا۔حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر صاحب نے ایک تجویز دی کہ اس کو فوری طور پر وسیع کیسے کیا جائے ۔پھر اپنے ساتھ کئی رضاکاروں کو لے کرریتی چھلہ سے شہتیریاں اٹھا کر لائے اور راتوں رات پرانی سیڑھیاں توڑ کر نئی اور بڑی سیڑھیاں بنا دیں۔ حضورؓ نے صبح یہ کام دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔

عائلی زندگی

حدیث النبی ﷺ ہے۔فرمایا’’خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ‘‘ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ سے بہتر ہے ۔انسان کے اخلاق کی سب سے مضبوط گواہ اس کی زوجہ ہوتی ہے۔آپ کی زوجہ محترمہ آپ کے متعلق فرماتی ہیں کہ’’میں اپنے ذاتی تجربہ سے گواہی دیتی ہوں کہ آپ نے اپنے آقا حضرت محمد ﷺ کے اسوہ پر بھر پور عمل کیا۔ اگر میں حضور ﷺ کا اپنی ازواج سے حسن سلوک کا کوئی واقعہ پڑھتی ہوں تو مجھے فوراً حضور کی محبت کا ویسا ہی واقعہ یاد آ جاتا ہے۔‘‘

بچوں سے محبت کے نظارے

کرنل داؤد احمد صاحب کہتے ہیں کہ میرے نواسے عید پر آتے تو بڑے اہتمام سے تیاری کرتے اور حضورؒ سے ملاقات کیلئے جاتے ایک دفعہ وقت کی کمی کے باعث نہ جانے کا ارادہ ہوا (فلائٹ لیٹ ہو رہی تھی) تو میرے نواسے کہنے لگے آپ نے جانا ہے تو جائیں ہم تو حضورؒ سے مل کر جائیں گے۔

آپ کی بیٹی لکھتی ہیں ابا کو بچے بہت پیارے لگتے اور بچوں کو بھی آپ سے بہت محبت تھی۔جہاں جاتے بچوں کا ایک جم غفیر آپ کے گرد جمع ہو جاتے... ہربچے کیلئے ابا کی شخصیت انتہائی پرکشش تھی ... آپ ماں باپ کو ہمیشہ یہی نصیحت کرتے بچوں سے پیار سے بات کیا کرو...اکثر بچے شیر ہو کر آپ سے والدین کی شکائتیں بھی لگا دیتے۔

خدمت گاروں سے محبت کے انداز

حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ ’’اماں عائشہ‘‘(حضرت اماں جان کی ایک خادمہ) کے بچوں کے ساتھ بہت شفقت سے پیش آتے۔ ان کی ہر خوشی غمی میں شریک ہوتے۔اسی طرح اماں رکھی (خادمہ) جنہوں نے حضور کو کھلایا تھا...آپ کو ان کا بہت خیال ہوتا۔بڑی عزّت سے ان سے پیش آتے۔جب بھی وہ بیمار ہوتیں تو عیادت کیلئے جاتے۔

دوستوں سے حسن سلوک

آپؒ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ مقولہ اکثر دہراتے’’ہم ایک بار جسے دوست کہہ دیں اس سے ہمیشہ دوستی نبھاتے ہیں۔‘‘صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ’’آپؒ اپنے دوستوں سے بے حد محبت کرتے اور دوستی نبھانے والے دوستوں کے کام آنے والے تھے۔غیر احمدی دوستوں سے بھی حسن سلوک کرتے اور فرماتے کہ دوستی دیکھ بھال کر کرنی چاہئے۔‘‘

طلباء سے شفقت کے انداز

چوہدری محمد علی صاحب کالج کے دور کے بارہ میں کہتے ہیں’’مجھے یاد ہے کہ آپؒ ہوسٹل تشریف لاتے اور آدھی رات تک بیمار طلباء کے سرہانے بیٹھ کر چمچ کے ساتھ خود دوائی پلایا کرتے اور تسلیاں دیتے۔اس عنایت کو دیکھ کردوسرے طلباء کہتے ہمارا بھی بیمار پڑنے کو دل کرتا ہے۔’’حضور جب بھی طلباء سے ملتے تو عزّت وتکریم سے ملتے۔انٹر ویو کے وقت کھڑے ہو کر مصافحہ کرتے ۔ آپ نے طلباء کی ذہنی ترقی کیلئے ان کو دودھ اور سویا بین کے استعمال کا مشورہ دیااور اس کا انتظام بھی فرمایا۔

ایک دفعہ ایک طالب علم کو بدنی سزا دی۔پھر کچھ دیر کے بعد اسے ساتھ لے گئے پیار سے گلے لگایا۔ٹک شاپ پر لے جا کراسے دودھ پلوایااور بڑی محبت کا اظہار فرمایا۔

زہدو تقویٰ

1974ء کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپؒ نے ایک موقع پر فرمایا ’’میرا خیال ہے کہ دو مہینے میں بالکل نہیں سو سکاتھا۔کئی مہینے دعاؤں میں گزرے۔‘‘

مجسمِ شرم وحیا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی شرم وحیا سے نوازا تھا۔ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓنے فرمایا ’’اسلام کی نشأۃ اُولیٰ کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان میں شرم وحیا بے انتہا تھی ۔یہی حال میاں ناصر احمد کا ہے ۔وہ بھی مجسمِ شرم و حیا ہے۔‘‘

مکرم نسیم سیفی صاحب لکھتے ہیں کہ جب حضورؒ کا رخصتانہ ہوا تو میں حضور کوپہلی مرتبہ دیکھنے گیا۔حضور نے سیاہ چشمہ لگایا ہوا تھااور لوگ یہ باتیں کر رہے تھے کہ چونکہ حضور کی طبیعت شرمیلی ہے اس لئے آپ نے سیاہ چشمہ لگایا ہوا ہے وہ نظارہ ہمیشہ نظروں کے آگے رہااور حضور کی حیادار طبیعت نے دل پر گہرا اثر چھوڑا ۔

شجاعت وبہادری

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ کے ایک مصداق حضرت میاں ناصر احمد صاحبؒ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ آپ اور آپ کی ایک بہن موم بتی سے کھیل رہے تھے کہ اچانک آپ کی بہن کے بالوں کو آگ لگ گئی تو فوراًآپ نے اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے ہی آگ کو بجھا دیا اور اپنی بالکل پروا نہ کی۔

ایک دفعہ آپ کے ایک کلاس فیلوڈاکٹرعبدالرشید تبسم دشمنوں کی سازش اور اپنی غلط فہمی کے باعث کے باعث سینکڑوں غیر احمدی لوگوں میں پھنس گئے جو ان کو مارنے پر تلے ہوئے تھے ۔حضور نے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیا اورہاکیاں لے کر ڈاکٹر صاحب کو بچانے نکلے اور بغیر لڑائی کے ان کو صحیح سلامت واپس لے آئے۔

ایثار وقربانی

عبدالسلام صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ بھمبر میں ایئر فورس میں تھے اور فرقان بٹالین کا محاذ وہاں تھا۔ایک دن میاں ناصر احمد صاحب وہاں کچھ لوگوں کے ساتھ آئے اور کچھ گھوڑے طلب کئے۔ان کو چار گھوڑے مل سکے۔آپ نے وہ تمام دوسرے لوگوں کو دے دیے اور خود ان کے ساتھ پیدل چل پڑے۔واپس آئے تو رات ایک ایسے چھوٹے کمرے میں رہنا پڑا جہاں چار پائی بھی نہ تھی۔اگلے روز چارپائی دی گئی پھر بھی زمین پر کمبل بچھا کر لیٹے رہے۔

عجز و انکساری

چوہدری شبیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور سفر میں اپنے سب ہم سفرخدام سے برابری کا سلوک فرماتے ’’تقریر کرتے تو سراسر عاجزی کا بیان ہوتااور اسی کی تلقین فرماتے۔صدر مجلس انصاراللہ ہونے

باقی صفحہ3پر

محمد عمر تیماپوری۔ انڈیا

گلشنِ احمد کا درخشندہ وجود۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد

آہ صیادِ اَجل تُجھ سے کیا نادانی ہوئی
پھول وہ توڑا کہ گلشن بھر میں ویرانی ہوئی

حضرت صاحبزادہ مرزاوسیم احمد ابن حضرت مصلح موعودؓ و حضرت سیّدہ عزیز بیگم بنت حضرت ابوبکر(جو احمدیہ جماعت میں عرب صاحب کے نام سے مشہورومعروف تھے) کے بطن سے 1927ء میں پیداہوئے۔ابتدائی تعلیم کے بعدآپ کوحضرت مصلح موعودؓ نے مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل کیا تقسیم ملک کے بعدآپ کو قادیان ہی میں قیام کرنے کی ہدایت فر مائی یہ آپ کی سعادت اورخوش نصیبی ہےکہ بہت کم عُمر میں آپ نے اپنے مقدّس خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بستی قادیان کواپنامسکن بنا لیا۔ بے نظیروبے مثال فرمانبرداراطاعت گزار فرزندِ گرامی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح یَا اَبَتِ افْعَلْ... کا نمونہ پیش کیا تادم مرگ اس مقدس عہد کو نبھایا۔ آپ کی والدہ محترمہ کی وفات پاکستان میں 1965ء میں ہوئی۔ملکی قوانین کے پیش آپ کوآخری دیدار بھی نصیب نہیں ہوا۔اَے مرد مجاہد! سلام تجھ پر بے مثال ہے تیری قربانی ،کون ہے جو اس طرح کی قربانی پیش کرے اور نوعمری میں کئے ہوئے عہدکووفاکے ساتھ نبھائے۔ تقسیم ملک کے انتہائی پُرآشوب و پُرخطراورہنگامہ خیز دور میں جہاں ہرطرف قتل و غارت گری اورخون ریزی تھی کامیاب قیادت کرتے رہے۔

آپ 313درویشان قادیان جنہیں شعائرُاللہ کی حفاظت کی ذمہ داری تھی کی انتہائی ڈھارس کاموجب بنےاورآپ کے وجودِ بابرکت کی موجودگی سےدرویشان قادیان نے بہت ہمت اور حوصلہ پایا ۔ حضرت مصلح موعودؓنےایک موقع پرفر مایا تھا’’میں ہندو ستان میں دو آدمی چھوڑ آیا ہوں ان میں ایک حضرت عبداللہ الٰہ دین ؓ اوردوسرے مرزا وسیم احمدہے۔حضرت مُصلح موعودؓنے آپ کوناظر دعوت و تبلیغ مقرر فرمایا۔ تقسیم ملک کے بعد بھارت کے مختلف صوبوں،شہروں، قصبوں اوردیہاتوں کی جماعتوں کویکجا کرنا جوئےشیر لانے سے کچھ کم نہیں تھا۔آپ نے کردکھایا ۔

ان جماعتوں کے قیام و استحکام کے لئے بہت کام کیا ۔اِن میں تنظیم سازی کو منظم کیااوران میں داعی اللہ کاشعورپیداکیااُنہیں فعال بنانے میں آپ کا کلیدی رول رہا۔ مبلغین کی بے حدکمی تھی بھارت کی جماعتوں کی ہرکانفرنس اورہرجلسہ میں آپ کی شرکت لازمی تھی کشمیر سےکنیاکماری تک اورہر سٹیج پرآپ رونق افروزرہے۔قد آور شخصیت بُلند پایہ عالم دین،باکمال مقرروخطیب،حلیم طبع،نرم مزاج اور مدبرشخصیت اور قائدانہ صلاحیت کے حامل بزرگ تھے۔غیر مسلم و غیراحمدی بھی آپ کا بڑا احترام کرتے تھے ۔ بڑی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔آپ کی بزرگی اور حسن خُلق کے مداح تھے۔ بھارت کی اکثر جماعتوں میں شاذ و نادر ہی کوئی احمدی خاندان ہوگا جن سے آپ کے ذاتی تعلقات نہ ہوں۔ہرایک کے تفصیلی حالات سےبخوبی واقف تھے۔آپ کا وجود ایک نافع الناس تھا۔ بھارت کی جماعتوں کے اکثر احمدی اورغیر مسلم وغیراحمدی احباب بھی اپنے ذاتی اور خاندانی اَمورمیں آپ سے مشورہ اور رہنمائی حاصل کرتے۔ آپ کے مشورں اور دعاؤں سے اُن کوتسکین حاصل ہوتی تھی۔ بحیثیت ناظر دعوۃ و تبلیغ بھارت کے مرکزی وزراءاورصوبائی وزراء گورنر، ممبرانِ کونسل اور سر کاری احکام سے ملنے اور انہیں احمدیت کا تعارف کرانے اور سلسلہ کا لٹریچروقرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کی پیش کرنے کی نمایاں خدمت آپ کے حصہ میں آئی۔آپ کی خداداد صلاحیت سے پُر وقار،پُررُعب شخصیت کی وجہ سے ہندوستان کے صوبہ اُڑیسہ میں صوبائی حکومت نے آپ کی عزت و احترام کے پیش نظر آپ کو State Guest کا درجہ دے رکھا تھا۔ جب بھی آپ اُڑیسہ کی جماعتوں کا دورہ کرتے سرکاری اعزازات سے آپ کو نوازاجاتا اور آپ سر کاری مہمان ہوتے۔

آپ شکارکے شوقین تھے۔قادیان میں گوشت دستیاب نہیں تھا۔ تین چار مہینہ میں ایک دفعہ امرتسر شہرسےگوشت لاکرلنگرخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پکایا جاتا تھا۔آپ کا یہ شوق شکار درویشان قادیان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔عموماً آپ چھٹی کے دن آخری جمعرات اپنی ٹیم کے ساتھ شکار کے لئے جاتے اور دوتین نیل گائے شکار کر لاتے۔ اس طرح ہم سب کیلئے گوشت نصیب ہوتا۔الحمد للہ ایسا اس لئے بھی ضروری تھا کہ آپ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے نسبت تھی آپ علیہ السلام کا گزربسر بھی شکارکےگوشت پر منحصر تھا۔آپ کوکھیل کا بھی شوق تھا بالخصوص والی بال بہت پسند تھا۔درویشان قادیان کی والی بال ٹیم بہت فعال تھی۔محلہ احمدیہ گراؤنڈمیں آپ اکثر والی بال دیکھنے کے لئے آتے۔ٹیم کاحوصلہ بڑھانےکےلئےخودبھی کھیلنے لگے۔آپ سینٹرپر کھیلتے۔خاکسارکو بھی آپ کے ساتھ کھیلنے کا شرف حاصل رہا۔

1971ء کی ہندوپاک جنگ نے جس کے بعد بنگلہ دیش وجود میں آیا درویشان کو ہلا کررکھ دیا تھا۔وہ دورصبرآزماتھااوربحران کی کیفیت تھی۔ انتہائی سنگین اور خطرناک گھڑی تھی ۔ حکام کی طرف سے یہ احکامات جاری ہوئے کہ احمدیوں کو محلہ احمدیہ خالی کرنا پڑے گا ان کو قادیان سےدورکسی کیمپ میں شفٹ کیا جائے گا۔یہ خبربجلی کی طرح ہم پر گری۔درویشان قادیان کی کمر توڑدی۔آپ اندازہ کر سکتے ہیں تو کریں۔ مولانا عبدا لرحمن جٹ ؓ اور حضرت مرزا وسیم احمد اور درویشان قادیان کا کیا حال ہوا ہوگا ۔ مغرب کی نماز مسجد مبارک میں اندھیرے میں ادا کی گئی۔ روشنی کرنے کی اجازت نہیں تھی اندھیرے کےسناٹے میں جبکہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے ۔حضرت مرزا وسیم احمد احباب جماعت سے مخاطب ہوئے دیکھومیری لاش کو گھسیٹتے ہوئے لے جائیں تب بھی تم نے محلہ احمدیہ دارالمسیح کو خالی نہیں کرنا۔

حضرت مصلح موعودؓنے جس اعتماداوراُمیدپرشعائرُاللہ کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی ہے اس کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہادینا...مسجد مبارک میں آنسوؤں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ہرطرف آہ وبکا چیخ و پکار ہی سنائی دی۔آسمان بھی تھرایا ہوگا۔درویشان قادیان نے اپنے پیارے خدا کو آسمان سے زمین پر اُتار دیا۔ہماری دعاؤں اور بلند و بالا حوصلوں کے آگے حکام کے احکامات سرد پڑ گئے ۔محلہ احمدیہ کو خالی کروانے والا آرڈیننس واپس لیا گیا۔ چوہدری فیض احمد گجراتی مرحوم نے اس منظر کو’’قیامت صغریٰ‘‘کے مضمون میں سمویا ہے پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔اورحقیقت تو یہ ہے کہ ہم نے کیا شعائرُاللہ کی حفاظت کرنی تھی شعائرُاللہ نے خود ہماری حفاظت کی ہے۔

خلافت ثالثہ،خلافت رابعہ اورخلافت خامسہ کےانتخاب کے موقعوں پر ساری جماعتوں میں،اتفاق،اتحاداوریکجہتی کو قائم رکھنے میں اوراحباب جماعت کو خلافت سے جُڑے رہنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔آپ کاتعلق ایک مخیر خاندان سے تھا اس کے باوجود آپ نے درویشان قادیان کے ساتھ بہت تنگی و ترشی میں دن گزارے آپ سادگی پسند تھے۔ سادہ زندگی گزاری ہر وقت صبر و تحمل سے کام لیااوردرویشان کرام کو تلقین کرتےرہے۔خدا کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں اس مقدس وجود پر ہوں جس نے اپنی ساری زندگی میں قربانی کا اعلیٰ معیار پیش کیا اور وقف کی روح پر قائم رہتے ہوئے اس کے تمام تقاضوں کو پورا کیا ۔

حضرت مولاناعبدالرحمٰن فاضلؓ کی وفات کے بعد آپ 1979ء میں ناظر اعلیٰ و امیر مقرر ہوئے۔قریباً تیس سال کا عرصہ نہات عاجزی انکساری اوروفاداری کے ساتھ ایک عام کارکن کی طرح اپنے مفوضہ امور بجا لائے ۔ بھارت میں احمدیہ جماعت کی بیشتر مساجد ، دار الذکر، مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد رکھنے اور ان کا افتتاح کرنے کی سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی ہے ۔آپ نے اپنی وفات سے کچھ پہلے جنوبی ہند کیرالہ میں اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ تشریف لا کر پانچ چھ احمدیہ مساجد کا افتتاح فر مایا ۔اسی موقع پرمرکرہ صوبہ کرناٹک کی نئی عالیشان مسجد کا افتتاح بھی آپ کے مبارک ہاتھوں سے ہوا غا لباًجنوبی ہندمیں یہ آپ کا آخری دورہ رہا ۔ جنوبی ہند کی ان تقاریب میں شرکت کرتے ہوئے آپ کے قافلہ کا گزرخاکسارکی قیام گاہ ویراج بھیٹ ہونا تھا ۔خاکسار کی ناشتہ کی دعوت کوآپ نے شرف قبولیت بخشااورغریب خانہ میں آپ مع بیگم صاحبہ وقافلہ رونق افروز ہوئے اور برکت بخشی ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کےاوصاف حمیدہ اورخوبیاں بیان کرتے ہوئےایک خطبہ جمعہ ہی وقف کر دیا۔آپ کی وفات کوایک ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا اور آپ کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے فر مایا۔

’’آپ کی وفات سے مجھے فکر مندی بھی ہوئی کہ ایک کام کرنے والابزرگ ہم سے جدا ہو گیا وہ صرف میرے ماموں نہیں بلکہ میرے دستِ راست تھے ۔اوراللہ تعالیٰ نے انہیں میرا سلطانِ نصیر بنایا ہوا تھا۔‘‘
(خطبہ جمعہ 4 مئی 2007ء)

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فر مائے جنت الفردوس میں اعلیٰ و ارفع مقام عطا فر مائے اور ہم سب کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فر مائے آمین۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

زاہدہ یاسمین طارق

کچھ دن پہلے ان آنکھوں آگے، کیا کیا نہ نظارا گزرا تھا

انسانی جسم اللہ تعالیٰ کی صناعی کا ایسا شاہکار ہے کہ جس کی حیرت انگیز صلاحیتوں کو مکمل طور پر جاننا اور پھر آحاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ احساسات، جذبات ، ذوق، وجدان، داخلیت یہ سب ایسی کیفیات ہیں جو مرئی نہیں ہیں لیکن انسان کی زندگی انہی کیفیات کا مظہر ہوتی ہے۔

کتنا اچھا لگتا ہے کہ جب دوڑتی ، بھاگتی، بھگاتی اور تھکاتی زندگی کو کچھ دیر کے لئے ماضی کے ایسے دروازے کو کھولا جائے کہ جس کی کلید ہم نے اپنے دل ہی کے اک نہاں خانہ میں ایک قیمتی اثاثہ کی صورت میں محفوظ کر رکھی ہے کہ جس کو ہم کبھی زنگ آلود نہیں ہونے دیتے ، اس کو کبھی دعاؤں سے، کبھی بیتے لمحوں کو یاد کرکے آنسوؤں کی نمی سے، کبھی بے اختیار ہوکریادایام کرتے ہوئے، کبھی اشکوں کی برسات سے تر کرتے ہوئے کہ اس چابی کے لئے آنسوؤں کی نمی وہی کام دیتی ہے کہ جو قفل کو زنگ سے بچانے کے لئے تیل۔

خلافت کی صورت میں خدا کا ہم پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمارا ہر راستہ رضائے الٰہی، عشق رسول ﷺاور خلافت کے ساتھ مشروط ہے کہ ہم اس مسیح الزماںؑ کے ماننے والے ہیں جس نے اپنے عاشق صادق کی کامل اتباع میں دین اسلام کو زندہ کرتے ہوئے ان رسموں اوررواجوں کے طوق سے ہمیں آزاد کیاہے کہ جن کو دین سے دوری کے سبب ہم دوبارہ پہن چکے تھے،آپ نے خشک ہوتے ہوئے شجر اسلام کو اپنی تڑپ،سوز،رقت اوراپنے قلمی و علمی جہاد سے پھر سے سرسبز و شاداب کردیا ہےاور ہمیں وہ ضابطہ حیات بخشا ہے کہ جو نبی کامل ﷺ اور ہادیٔ امت کی اصل تعلیم ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ وہ تہوار جو اس نے مومنین کو عطا کئے ہیں اور ان کو شایان شان طریق سے منانے کا حکم دیا ہے،ہم جسد واحد کی طرح نبی اکرمؐ کے فرامین اور احکام کی روشنی میں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شرائط بیعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور آئمہ جماعت کی نصائح کے مطابق منائیں کہ ان سب احکامات، فرائض، مسائل اور نصائح کامقصود حقیقی روحانی وجسمانی پاکیزگی وبالیدگی ہے اور اس کا خلاصہ ہمدردی، شفقت،رحم،خداترسی، دوسروں کی تکلیف کا احساس اور الخلق عیال اللہ کی عملی صورت ہے۔

کچھ دن پہلے خاکسار کا تحریر کردہ مضمون بعنوان"یاد ہیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں"،جس کو الفضل نے زینت بخشی، اس میں میں نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں لیکن سچے احساسات کے ذریعے رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں ربوہ کی رونقوں کو ضبط تحریر میں لانے کی کوشش کی ہے لیکن

"حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"

اسی گزشتہ مضمون میں کوارٹرز دارالصدر میں مقیم سلسلہ کے بعض مبلغین اور بزرگان کا ذکر خیر ہوا تو یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ وہ تذکرہ محض سمندر کا ایک قطرہ ہے، ماضی کے دھندلکوں میں ٹمٹماتی کہکشاں کے چند ہی ستاروں کی ضو ہےاور انشاءاللہ یہ تذکرے، یہ یادیں ان ہستیوں،میدان عمل کےان شہسواروں کی جانگداز قربانیوں کی طرح ہمیشہ سرسبز و شاداب اور رواں دواں رہیں گی۔

یہ مضمون بھی یادوں سے مُعطر اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ ہمارے پیارے شہر ربوہ کو بفضل تعالیٰ جو امتیازات حاصل ہیں انہی میں سے ایک رمضان المبارک اور عیدین منانے کا وہ منفرد انداز ہے جس کے لئےہم اپنے نصیب پر نازاں ہیں اور رب ذوالجلال کے حضور سجدہ ریز بھی۔

قدرت ثانیہ کے ہرمظہرنےاپنےرنگ اور اپنے انداز تربیت کے ساتھ ہمیں زندگی کو خدا کی رضا کے حصول کامقصدبناناسکھایا کہ دراصل خلافت کا مقصد ہی مخلوق خدا کو ایک ہاتھ پر باہم اکٹھا کرتے ہوئے شاہراہِ حیات کو خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت و محبت کے سایہ میں بسر کرنا ہے۔

یہی حال ہمارے تہواروں کاہےکہ پھر چاہیے"ربوہ کو غریب دلہن کی طرح"سجانا ہویا عید کو "روحانی تجربہ" کے طور پر منانا ہو، ہم ایسی لذت سے ہمکنار ہوئے کہ دنیا کے جس کونے میں بھی چلے جائیں، ربوہ کی عیدیں اور ان کا ذکر دامن دل کو یوں مالامال کر دیتا ہے کہ ہم تنہائی میں بھی محفل آباد کرلیتے ہیں۔

میں آنکھیں موندوں تو چشم تصور نظاروں کے اس دیس میں لے جاتی ہے کہ جہاں صَلِّ عَلٰی کی صدائیں گونجتی ہیں،نماز تہجد کے لئےبیدارکرنےکی غرض سے باآواز بلند کیا جانے والا وہ ذکر الٰہی ہےکہ جس کو کرنے میں پیرو جواں اور اطفال سبھی مستعد ہوتے، وہ ایسا بابرکت وقت ہوتا کہ جس کا ہر لمحہ چمکتا دمکتااور باعمل ہوتا، جہاں فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر فرد جماعت کی عبادت کا جائزہ اسے مہمیز بھی کرتا، جذبہ مسابقت بھی پیدا کرتا اور کسلمندی، غفلت اور درماندگی کو جھاڑ بھی دیتا کہ ہرمردوزن یکساں مستعد ہوتا کہ پیارے آقا کے ارشاد کی تعمیل میں رمضان المبارک اور جمعۃ الوداع درحقیقت جمعۃ الاستقبال بن جائے۔

خدام واطفال گھروں کے باہر وقار عمل کے لئے نہایت جوش و خروش سے مصروف کار ہوتے،عموماً صفائی کے بعد سجاوٹ اورآرائش کا یہ سادہ سا انداز ہوتا کہ ہر گھر کے سامنے چونے سے حد بندی کردی جاتی ، نالیوں اور کیاریوں کی بھی تفصیلی صفائی کی جاتی، عام طور پر محلہ کی بزرگ خواتین بھی اپنی پر شفقت سی ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ اطفال و خدام سے اپنی نگرانی میں بھی یہ کام کروالیا کرتی تھیں۔

بازاروں میں خریداروں کا رش بڑھنے لگتا تو گھر کے بڑوں کی طرف سے عموماً اس بات کو بار بار تاکید کے ذریعے یقینی بنایا جاتا کہ چاند رات سے کچھ دن قبل ہی ساری تیاری مکمل کرلی جائے بالکل جیسا کہ اب بھی متعدد بار یہ ہدایت کی جاتی ہے لیکن اس وقت جوش و خروش اس لئے بھی شاید زیادہ ہوتا کہ عیدین کی اصل رونق عیدگاہ جانے سے وابستہ ہوا کرتی تھی۔

چاند رات کو گلیوں میں عجب سا ایک جوش اور پر مسرت سا ہنگامہ برپا ہوتا جس میں صفائی کے انتظامات کا جائزہ، نماز عید کے مقررہ وقت کی یاددہانی اورتزئین کمیٹی ربوہ کے ٹینکرزکے ذریعے راستوں پر پانی کے چھڑکاؤ کا سلسلہ بھی عید کے سورج کے جلد طلوع ہونے کے لئے ہماری بے چینیوں میں مزید اضافہ کردیتا۔

ایک اور یاد جو اب بھی باقی تو ہے لیکن اس وقت اس کے رنگ ہی نرالے ہوتے تھے اور جو اب بھی دل کو بہت خوشگوار احساس سے ہمکنار کرتی ہے وہ یہ کہ ہر گھر سے ہی نماز فجر کے معاً بعد شیرینی بانٹنے کا سلسلہ شروع ہوجاتاجو عموماً سویوں، زردہ یا کھیر پر مشتمل ہوتی اور بڑے اہتمام سے ایک ، دو روز قبل ہی بینک سے نکلوائے گئے نئے نکور نوٹ جو بچوں کو عیدی دینے کی غرض سے گھر میں رکھے جاتے اور بچوں کی مسرت میں کئی گنا اضافہ کردیتےتھے اور اس وقت ان پانچ اور دس روپے کے نوٹوں کی مہک شاید ساری دنیا کی دولت پر حاوی نظر آتی۔

نماز عید کا شاندار اجتماع اپنے جلوں میں ڈھیروں خوشیاں لے کر آتا، مجھے یاد ہے کہ گھر سے نکلتے ہی ہمسائیوں، محلہ دار سہیلیوں‌دوست، احباب کا انبوہ کثیر جانب مسجد گامزن ہوتا،السلام علیکم اورعید مبارک کی پُر جوش آوازیں اور بڑوں کی طرف سے بار بار تسبیحات کی دھرائی کی تلقین، کوارٹرز کے گیٹ سے باہر نکل کر گول بازار اور ڈاکخانہ سے ہی ڈیوٹی پر مامور اطفال و خدام کی زنجیر کا آغاز ہوجاتا، نئے کپڑوں میں ملبوس، ٹوپیاں پہنے ہوئے اطفال مستعدی سے ڈیوٹی دیتے ہوئے بہت پیارے لگتے، بےپناہ رش کے باوجود مردوزن کے لئے بنائے گئے جداگانہ راستے پردہ کی مکمل روح کا مظہر ہوتے، مسجد اقصیٰ کے نزدیک گول چکر کے پاس کافی زیادہ ہجوم ہوتا اور ہر محلہ کی طرف سے آنے والے کشاں کشاں یہاں

باقی ص 9 پر

طلوع فجر و غروب آفتاب

11جون2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:13	19:03
مدینہ منورہ	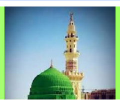	04:04	19:10
قادیان		03:42	19:34
ربوہ		03:22	19:16
اسلام آباد ٹلفورڈ	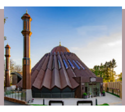	03:18	21:18